سلسلہ :: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: چوبیسویں

رسالہ نمبر 2

الحق المجتلٰی ۱۳۲۴ھ
فی حکم المبتلٰی

بیماری کے شکار شخص کے حکم سے متعلق واضح و روشن حق

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

الحق المجتلٰی فی حکم المبتلٰی ۱۳۲۴ھ

(بیماری کے شکار شخص کے حکم سے متعلق واضح وروشن حق)

مسئلہ ۸۴: از گونڈا ملک اودھ مرسلہ مسلمانان گونڈا عموماً وحافظ عبدالعزیز صاحب مدرس مدرسہ انجمن اسلامیہ گونڈا ذوالحجہ ۱۳۲۴ھ

زید کا خون جوش کھا رہا ہے بلکہ ایک دو اعضاء جسم کے بگڑ گئے اور احتمال ہوتا ہے کہ آئندہ بھی بگڑ جائیں گے، ایسے شخص کی نسبت اطبّا حکم دیتے ہیں کہ اس کے ساتھ کھانا پینا اور نشست وبرخاست بھی قطعی منع ہے بلکہ اطباء شرع شریف کا بھی ایسا ہی حوالہ دیتے ہیں، دریافت طلب یہ امر ہے کہ شرع شریف کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص سے اجتناب لازم ہے یا کیا؟ مدلّل ومفصّل زیب قلم ہو۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ علی دین الاسلام والصلٰوۃ والسلام علٰی افضل ھاد الی سبیل السلام وعلٰی اٰلہ وصحبہ الٰی یوم القیام بہ نسأل السلام والسلامۃ عن	دین اسلام (کی عطاء وبخشش) پر اللہ تعالٰی کی تعریف کرتے ہیں اور درود وسلام بھیجتے ہیں اس ہستی پر جو سب سے بہتر اور راہ سلامتی دکھانے والی ہے اور درود وسلام ہو قیامت تک ان کی آل اور ان کے

سیئ الاسقام۔	صحابہ پر، اور ہم بری بیماریوں سے سلامتی اور حفاظت کے لئے اسی سے درخواست کرتے ہیں۔(ت)

احادیث اس باب میں بظاہر مختلف آئیں، ہم **اوّلاً** انہیں ذکر کریں پھر ان کے شرعی معنٰی کی طرف متوجہ ہوں کہ بتوفیقہ تعالٰی اس مسئلہ میں حق تحقیق ادا ہو۔

حدیث اول: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتقوا المجذوم کمایتقی الاسد۔رواہ البخاری فی التاریخ[1] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	جذامی سے بچو جیسا شیر سے بچتے ہیں (امام بخاری نے تاریخ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ت)

روایت ابن جریر کے لفظ یہ ہیں:

فرمن المجذوم کفرارك من الاسد[2]۔رمزالامام الجلیل السیوطی حسنہ علی مافی التیسیر[3] اوصحتہ علی ما فی فیض القدیر[4] وذکرہ باللفظ الاول فی الجامع الصغیر وباللفظ الاخیر فی الکبیر۔ **اقول:** وفی کلیھما ظاھرا ابوھریرۃ فالحدیث عنہ فی صحیح البخاری بلفظ فرمن المجذوم کما تفرمن الاسد[5] وسیأتی والجواب ان العزو یتبع اللفظ لاسیما وھو فی البخاری	جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے۔ جلیل القدر امام سیوطی (رحمۃ اللہ علیہ) نے جیسا کہ تیسیر میں ہے اس کی تحسین فرمائی اور فیض القدیر میں اس کی صحت بیان فرمائی۔ پہلے لفظ سے جامع صغیر میں اس کا ذکر کیا جبکہ آخری لفظ سے جامع کبیر میں اسے ذکر کیا۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں کہ) بظاہر دونوں میں ابوہریرہ ہے، صحیح بخاری میں اس کی حدیث (روایت) فرمن المجذوم کما تفر من الاسد کے الفاظ سے ہے (یعنی جذامی سے اس طرح بھاگو

---

[1] الجامع الصغیر بحوالہ تاریخ بخاری عن ابی ھریرۃ حدیث ۱۴۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۵، التاریخ الکبیر حدیث ۴۶۰ دار البازمکۃ المکرمہ ۱/ ۱۵۵

[2] الجامع الکبیر للسیوطی بحوالہ ابن جریر حدیث ۱۴۷۵۶ دار الفکر بیروت ۶/ ۲۶۵

[3] التیسیر شرح الجامع الصغیر حرف الھمزہ تحت حدیث المذکور مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۱/ ۳۰

[4] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۱۴۱ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۳۸

[5] صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۸۵۰

مع زیادات معنی۔	جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو) عنقریب آئے گی اور جواب یہ ہے کہ نسبت کرنا لفظ کے تابع ہوتا ہے خصوصًا جبکہ وہ بخاری میں معنوی اضافہ کے ساتھ مروی ہے۔(ت)

دوسری حدیث: میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتقوا صاحب الجذام کما یتقی السبع اذا ھبط وادیا فاھبطوا غیرہ۔رواہ ابن سعد فی الطبقات[6] عن عبد اللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند ضعیف۔	جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں، وہ ایک نالے میں اُترے تو تم دوسرے میں اترو۔(ابن سعد نے "طبقات" میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سند ضعیف کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ت)

تیسری حدیث: میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کَلِّمِ المجزوم وبینک وبینہ قدر رمح او رمحین۔ رواہ ابن السنی[7] وابونعیم فی الطب عن عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند واہ **قلت** لکن لہ شاھد یاتی۔	مجذوم سے اس طور پر بات کرکہ تجھ میں اس میں ایک دو نیزے کا فاصلہ ہو(ابن سنی اور ابونعیم نے باب طب میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے کمزور سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ **میں کہتا ہوں** کہ اس کے لئے شاہد(تائید کنندہ) آگے آئے گا۔ت)

چوتھی حدیث: میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتدیموا النظر الی المجذومین۔رواہ ابن ماجۃ[8] و ابن جریر قلت وسندہ حسن صالح۔	مجذوموں کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھو(ابن ماجہ اور ابن جریر نے اسے روایت کیا ہے۔میں کہتا ہوں کہ اس کی سند صالح ہے۔ت)

---

[6] الطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۷، کنز العمال بحوالہ ابن سعد عن عبداللہ بن جعفر حدیث ۲۸۳۳۲ موسسة الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵۴

[7] کنز العمال بحوالہ ابن السنی وابونعیم فی الطب حدیث ۲۸۳۲۹ موسسة الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵۴

[8] سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۱

دوسری روایت میں ہے:

لاتحدوا النظر الی المجذومین۔رواہ ابوداؤد الطیالسی والبیہقی[9] فی السنن بسند حسن ایضاً کلھم عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	جذامیوں کی طرف پوری نگاہ نہ کرو(ابوداؤد طیالسی اور بیہقی نے السنن میں سند حسن کے ساتھ اسے روایت کیا ہے اور ان سب نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے۔ت)

پانچویں حدیث: میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتدیموا النظر الی المجذومین اذا کلمتموھم فلیکن بینکم وبینھم قدر رمح۔رواہ احمد وابویعلٰی[10] و الطبرانی فی الکبیر وابن جریر عن فاطمۃ الصغرٰی عن ابیھا السید الشھید الریحانۃ الاصغر وابن عساکر عنھا عنہ وعن ابن عباس معًا رضی اللہ تعالٰی عنھم جمیعاً۔	جذامیوں کی طرف نظر نہ جماؤ ان سے بات کرو تو تم میں ان میں ایک ایک نیزے کا فاصلہ ہو۔(امام احمد،ابویعلٰی اور طبرانی نے "الکبیر" میں اور ابن جریر نے سیدہ فاطمہ صغری سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سید شہید ریحانہ اصغر سے اسے روایت کیا ہے،اور ابن عساکر نے ان سے انہوں نے اپنے والد اور ابن عباس سے بھی اسے روایت کیا ہے۔اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو۔ت)

چھٹی حدیث: میں ہے جب وفد ثقیف حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیعتیں کیں اُن میں ایک صاحب کو یہ عارضہ تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرما بھیجا:

ارجع فقد بایعناک۔رواہ ابن ماجۃ[11]	واپس جاؤ تمہاری بیعت ہو گئی یعنی زبانی کافی ہے

---

[9] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب النکاح باب لایورد ممرض علی مصح الخ دارالمعرفۃ بیروت ۷/ ۲۱۸،مسند ابی داؤد الطیالسی حدیث ۲۶۰۱ دارالمعرفۃ بیروت ص ۳۳۹

[10] مسند امام احمد بن حنبل عن علی کرم اللہ وجہہ دارالفکر بیروت ۱/ ۷۸،المعجم الکبیر حدیث ۲۸۹۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/ ۳۲۔۱۳۱،کنزالعمال بحوالہ حمع طب وابن جریر عن فاطمہ الخ حدیث ۲۸۳۳۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵۶۔۵۵

[11] سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۱

قلت بسند حسن عن رجل من اٰل الشرید یقال له عمرو عن ابیه رضی الله تعالٰی عنه ورواه ابن جریر فسمی اباه الشرید وهو الشرید بن سوید الثقفی ذکر الامام الجلیل السیوطی بالتخریج الاول فی اول الجامع الکبیر وبالاٰخر فی مسانید جمع الجوامع **اقول:** بل الحدیث فی صحیح مسلم بلفظ انا قد بایعناك فارجع[12] کما هو لفظ ابن جریر سواء بسواء وقد جربت مثله کثیرا علی هذا الامام فی کثیر من تصانیفه الشریفة کالجوامع الثلثه والخصائص الکبرٰی وغیرها وکان مقصوده رحمه الله تعالٰی ان یجمع لامثالنا القاصرین ماقلما تصل الیه ایدینا فان اقتصرنا علی ماافادوذهلنا عن المتداولات فالقصور منا لا منه رحمه الله تعالٰی۔	مصافحہ نہ ہونا مانع بیعت نہیں۔(محدّث ابن ماجہ نے اسے روایت کیاہے۔**میں کہتاہوں** کہ سند حسن کے ساتھ آل شرید کے ایک شخص سے اسے روایت کیاہے اور اس کو عمرو کہاجاتا ہے اس نے اپنے باپ سے روایت کی (اللہ تعالٰی اس سے راضی ہو) اور ابن جریر نے اسے روایت کیااور شرید کے باپ کانام بھی ذکر کیا یعنی شرید بن سوید ثقفی، جلیل الشان امام، امام سیوطی نے پہلی تخریج میں جامع کبیر کی ابتداء میں اور دوسری تخریج میں جمع الجوامع کے مسانید میں اس کو ذکرفرمایاہے۔**میں کہتاہوں** بلکہ صحیح مسلم کی حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ واپس ہوجاؤ بیشک ہم نے تمہیں بیعت کرلیا، جیسا کہ ابن جریر کے الفاظ ہیں، دونوں کے الفاظ یکساں ہیں (کوئی خاص فرق نہیں پایاجاتا) ہم نے اس امام پر ان کی بہت سی تصانیف شریفہ میں اس طرح کی بہت سی مثالیں دیکھی ہیں اور تجربہ کیاہے جیساکہ ان کی تینوں جوامع، خصائص کبرٰی اور ان کے علاوہ دوسری تصانیف، پس اس سے امام موصوف رحمہ اللہ تعالٰی کامقصد ان سب چیزوں کو جمع کر دینا ہے (یکجا کرنا) کہ جن تک ہم جیسے کوتاہ نظرلوگوں کے ہاتھوں کی بہت کم رسائی ہوتی ہے۔پھر اگر ہم نے ان کے افادہ پر اکتفاء کیا، اور ہم متداولات کو بھول گئے تو یہ ہمارا قصور ہوگا نہ کہ علامہ موصوف کا، اللہ تعالٰی ان پر رحم فرمائے۔ت)

ساتویں حدیث: میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک مجذوم کو آتے دیکھا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

یاانس اثن البساط لایطأ علیه	اے انس! بچھونا الٹ دو کہیں یہ اس پر اپنا

[12] صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۳

بقدمہ۔رواہ الخطیب[13] عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ وفی القلب منہ شیئ۔واللہ تعالٰی اعلم۔	پاؤں نہ رکھ دے(خطیب بغدادی نے ان سے یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے اور اس سے بچھو نا الٹ دینے کے متعلق کچھ بات ہے اور اللہ تعالٰی ہی (تمام معاملات کو) بہتر جانتا ہے۔ت)

آٹھویں حدیث: میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ کے درمیان وادی عسفان پر گزرے وہاں کچھ لوگ مجذوم پائے مرکب کو تیز چلا کر وہاں سے تشریف لے گئے اور فرمایا:

ان کان شیئ من الداء یعدی فھو ھذا۔رواہ ابن النجار عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما والمرفوع منہ عنہ ابن عدی فی الکامل[14] من دون ذکر القصۃ وھو ضعیف۔	اگر کوئی بیماری اڑ کر لگتی ہے تو وہ یہی ہے(ابن نجار نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے اور ابن عدی کے نزدیک "الکامل" میں واقعہ ذکر کئے بغیر یہ مرفوع ہے اور وہ ضعیف ہے۔ت)

نویں حدیث: میں ہے ایک جذامی عورت کعبہ معظّمہ کا طواف کررہی تھی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس سے فرمایا:

یاأمۃ اللہ لاتؤذی الناس لوجلست فی بیتک۔رواہ مالك والخرائطی فی اعتلال[15] القلوب عن ابن ابی ملیکۃ۔	اے اللہ کی لونڈی! لوگوں کو ایذانہ دے اچھا ہو کہ تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو،پھر وہ گھر سے نہ نکلیں(امام مالک اور الخرائطی نے اعتلال القلوب میں حضرت ابن ابی ملیکہ سے اسے روایت کیا ہے۔ت)

دسویں حدیث میں ہے:

ان عمر بن الخطاب قال للمعیقیب رضی اللہ تعالٰی عنھما اجلس منی قید رمح وکان	معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اہل بدر(ومہاجرین سابقین اوّلین رضی اللہ تعالٰی عنہم)سے ہیں انہیں یہ مرض تھا امیر المومنین عمر فاروق

[13] تاریخ بغداد للخطیب ترجمہ عبدالرحمن بن العباس ۵۴۳۲ دار الکتب العربی بیروت ۱۰/ ۲۹۶

[14] کنز العمال بحوالہ ابن عدی حدیث ۲۸۳۳۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۵۴

[15] کنز العمال بحوالہ مالك والخرائطی فی اعتلال القلوب حدیث ۲۸۵۰۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۶

به ذلك الداء وكان بدريا۔رواه ابن جرير[16] عن الزهري **قلت** مرسل ولايصح۔	اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان سے فرمایا: مجھ سے ایک نیزے کے فاصلے پر بیٹھئے (امام ابن جریر نے زہری سے اسے روایت کیا ہے، **میں کہتاہوں** کہ یہ مرسل ہے اور صحیح نہیں۔ت)

آئندہ حدیثیں اس کے خلاف ہیں۔

گیارھویں حدیث: میں ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صبح کو کچھ لوگوں کی دعوت کی ان میں معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی تھے وہ سب کے ساتھ کھانے میں شریک کئے گئے اور امیر المومنین نے اُن سے فرمایا:

خذمما يليك ومن شقك فلوكان غيرك ماأكلني فى صحفة ولكان بيني وبينه قيد رمح۔رواه ابن سعد[17] و ابن جرير عن فقيه المدينة خارجة بن زيد رضى الله تعالى عنهما۔	اپنے قریب سے اپنی طرف سے لیجئے اگر آپ کے سوا کوئی اور اس مرض کا ہوتا تو میرے ساتھ ایک رکابی میں نہ کھاتا اور مجھ میں اور اس میں ایک نیزے کا فاصلہ ہوتا (ابن سعد اور ابن جریر نے فقیہ مدینہ خارجہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا ہے۔ت)

بارھویں حدیث: میں ہے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دستر خوان پر شام کو کھانا رکھا گیا لوگ حاضر تھے امیر المومنین برآمد ہوئے کہ ان کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں، معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

ادن فاجلس وايم الله لوكان غيرك به الذى بك لما جلس منى ادنى من قيد رمح[18]۔رواه	قریب آیئے بیٹھئے خدا کی قسم دوسرا ہوتا تو ایک نیزے سے کم فاصلے پر میرے پاس نہ بیٹھتا۔(ابن سعد اور ابن جریر نے اسے فقیہ مدینہ خارجہ بن

[16] کنز العمال بحوالہ ابن جریر حدیث ۲۸۴۹۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۴

[17] کنز العمال بحوالہ ابن سعد وابن جریر حدیث ۲۸۵۰۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۵، الطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۸

[18] الطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۸، کنز العمال بحوالہ ابن سعد وابن جریر حدیث ۲۸۵۰۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۶

عنہ ذلك فی الغداء وھذا فی العشاء۔	زید سے صبح کے کھانے کے بارے میں روایت کیا ہے۔ جبکہ یہ حدیث رات کے کھانے کے بارے میں مروی ہے۔ت)

تیرھویں حدیث: میں ہے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بعض ساکنان موضع جرش نے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حدیث بیان کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اُترے تو تم دوسرے میں اترو"۔ میں نے کہا واللہ! اگر عبداللہ بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی تو غلط نہ کہا جب میں مدینہ طیبہ آیا ان سے ملا اور اس حدیث کا حال پوچھا کہ اہل جرش آپ سے یوں ناقل تھے، فرمایا:

کذبوا واللہ ماحدثتھم ھذا ولقد رأیت عمر بن الخطاب یؤتی بالاناء فیه الماء فیعطیه معیقیبا فیشرب منه ثم یتناوله عمر من یدہ فیضع فمه موضع فمه حتی یشرب منه فعرفت انما یصنع عمر ذلك فرارا من ان یدخله شیئ من العدوی۔ رواہ عن محمود[19] رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	واللہ انہوں نے غلط نقل کی میں نے یہ حدیث ان سے نہ بیان کی میں نے تو امیر المومنین عمر کو یہ دیکھا ہے کہ پانی اُن کے پاس لایا جاتا وہ معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیتے معیقیب پی کر اپنے ہاتھ سے امیرالمومنین کو دیتے امیر المومنین ان کے منہ رکھنے کی جگہ اپنا منہ رکھ کر پانی پیتے میں سمجھتا کہ امیر المومنین یہ اس لئے کرتے ہیں کہ بیماری اُڑ کر لگنے کا خطرہ ان کے دل میں نہ آنے پائے (ابن سعد اور ابن جریر دونوں نے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ت)

ابن سعد کی روایت میں ایک مفید بات زائد ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا امیر المومنین فاروق اعظم جسے طبیب سنتے معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے اس سے علاج چاہتے، دو حکیم یمن سے آئے ان سے بھی فرمایا، وہ بولے جاتا رہے یہ تو ہم سے ہو نہیں سکتا ہاں ایسی دوا کردیں گے کہ بیماری ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ امیر المومنین نے فرمایا: عافیۃ عظیمۃ ان یقف فلایزید بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ انہوں نے دو بڑی زنبیلیں بھروا کر اندرائن کے تازہ پھل منگوائے جو

[19] الطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۷، کنز العمال بحوالہ ابن سعد وابن جریر حدیث ۲۸۵۰۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۴

خربوزے کی شکل اور نہایت تلخ ہوتے ہیں، پھر ہر پھل کے دو دو ٹکڑے اور معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو لٹا کر دونوں طبیبوں نے ایک ایک تلوے پر ایک ایک ٹکڑا ملنا شروع کیا، جب وہ ختم ہوگیا، دوسرا ٹکڑا لیا، یہاں تک کہ معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے منہ اور ناک سے سبز رنگ کی کڑوی رطوبت نکلنے لگی، اس وقت چھوڑ کر دونوں حکیموں نے کہا اب یہ بیماری کبھی ترقی نہ کرے گی۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

فواللہ مازال معیقیب متماسکا لایزید وجعہ حتی مات[20]۔	واللہ! معیقیب اس کے بعد ہمیشہ ایک ٹھہری حالت میں رہے تا دمِ مرگ مرض کی زیادتی نہ ہوئی۔

چودھویں حدیث: میں ہے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دربار میں قوم ثقیف کی سفیر حاضر ہوئے، کھانا حاضر لایا گیا، وہ نزدیک آئے مگر ایک صاحب کہ اس مرض میں مبتلا تھے الگ ہوگئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: قریب آؤ، قریب آئے۔ فرمایا: کھانا کھاؤ۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں:

وجعل ابوبکر یضع یدہ موضع یدہ فیاکل ممایاکل منہ المجذوم۔ رواہ[21] ابوبکر بن ابی شیبۃ وابن جریر عن القاسم۔	صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے، وہیں سے صدیق نوالہ لے کر نوش فرماتے رضی اللہ تعالٰی عنہ (ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت قاسم بن محمد سے اسے روایت کیا۔ ت)

غالبًا یہ وہی مریض ہیں جن سے زبانی بیعت پر اکتفا فرمائی گئی تھی۔

پندرہویں حدیث: جلیل میں ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اخذ بید رجل مجذوم فادخلہا معہ فی القصعۃ ثم قال کل ثقۃ باللہ وتوکلا علی اللہ۔ رواہ ابوداؤد والترمذی[22] وابن ماجۃ	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک جذامی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا اللہ پر تکیہ ہے اور اللہ پر بھروسا۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، عبد بن حمید، ابن خزیمہ، ابن ابی عاصم

[20] الطبقات الکبرٰی ترجمہ معیقیب بن ابی فاطمہ الدوسی دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۸۔۱۱۷

[21] المصنّف لابن ابی شیبہ کتاب العقیقہ حدیث ۴۵۸۷ ادارۃ القرآن کراچی ۸/ ۱۲۹، کنز العمال بحوالہ ابن ابی شیبہ وابن جریر حدیث ۲۸۴۹۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۴

[22] جامع الترمذی ابواب الاطعمہ باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم امین کمپنی دہلی ۲/ ۴، سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۶۱

وعبد بن حمید وابن خزیمۃ وابن ابی عاصم وابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ وابو یعلٰی وابن حبان و الحاکم فی المستدرك والبیہقی فی السنن والضیاء فی المختارۃ وابن جریر والامام الطحاوی کلھم من جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما کذا ذکر الامام الجلیل الجلال السیوطی فی اول قسمی جامعہ الکبیر و زدت انا ابن جریر والطحاوی قلت وبہ علم ان قصر المشکٰوۃ علی ابن ماجۃ لیس فی موضعہ ثم الحدیث سکت علیہ وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم والضیاء وقال المناوی فی التیسیر باسناد حسن وتصحیح ابن حبان والحاکم ،قال ابن حجر فیہ نظر[23] اھ.**اقول:**لکن فیہ مفضل بن فضالۃ البصری بالباء اخومبارك قال فی التقریب ضعیف[24] وقال الترمذی ھذا حدیث غریب لانعرفہ الامن حدیث یونس بن محمد عن المفضّل بن فضالۃ والمفضّل بن فضالۃ ھذا شیخ بصری و المفضّل بن فضالۃ شیخ آخر مصری اوثق من ھذا و اشھر	اور ابن السنی نے عمل اللیل والیوم میں ابویعلٰی،ابن حبان اور حاکم نے المستدرک میں،امام بیہقی نے السنن میں،ضیاء نے المختارہ میں ابن جریر اور امام طحاوی ان سب نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اسے روایت کیا ہے چنانچہ جلیل القدر امام جلال الدین سیوطی نے اپنی جامع کبیر کی پہلی قسم میں اسے ذکر فرمایا اور ابن جریر اور امام طحاوی کا میں نے اضافہ کیا ہے **قلت**(میں کہتا ہوں کہ)اس سے معلوم ہوا کہ صاحب مشکٰوۃ کا صرف ابن ماجہ پر اکتفاء کرنا بے محل ہے پھر حدیث مذکور پر سکوت کیا گیا لیکن ابن خزیمہ،ابن حبان،حاکم اور ضیاء نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔علامہ مناوی نے التیسیر میں اسناد حسن اور ابن حبان اور حاکم کی تصحیح کا قول ذکر کیا ہے۔علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اس پر اعتراض ہے اھ، **اقول:**(میں کہتا ہوں)لیکن اس میں مفضل بن فضالہ بصری (حرف باء کے ساتھ)مبارک کا بھائی ہے چنانچہ التقریب میں کہا کہ وہ ضعیف ہے امام ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم اس کو صرف یونس بن محمد بواسطہ مفضل بن فضالہ پہچانتے ہیں اور یہ مفضل بن فضالہ شیخ بصری ہے جبکہ اسی نام کا ایک دوسرا مفضل بن فضالہ شیخ مصری ہے جو اس پہلے سے زیادہ ثقہ اور زیادہ مشہور ہے۔

[23] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث کل معی بسم اللہ ثقہ باللہ مکتبہ امام شافعی الریاض ۲/ ۲۲۰

[24] تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی ترجمہ ۶۸۸۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۰۹

وروی شعبة هذا الحديث عن حبيب بن الشهيد عن ابن بريدة قال ابن عمر اخذ بيد مجذوم" وحديث شعبة اشبه عندی واصح [25] اھ واخرج ابن عدی [26] فی الكامل هٰذا الحديث للمفضل المذكور وقال لم ارفی حديثه انكر من الحديث قال ورواه شعبة عن حبيب عن ابن بريدة ان عمر اخذ بيد مجذوم الحديث [27] اھ ولم يذكر الذهبی فی الميزان فی المفضل هذا جرحا مفسرا بل ولاغير مفسر مما يبلغ درجة التضعيف البتة انما نقل عن يحيی [28] انه قال ليس هو بذاك وعن الترمذی [29] ماقدمنا ان المصری اوثق منه وعن النسائی [30] انه قال ليس بالقوی۔ **اقول:** ولا يخفی عليك البون البين بين ليس بالقوی وليس بقوی وقد روی عنه ذاك المؤدب الثقة الثبت	محدّث شعبہ نے اس حدیث کو حبیب بن شہید بواسطہ ابن بریدہ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا، میرے نزدیک محدّث شعبہ کی روایت زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہے اھ۔ محدّث ابن عدی نے الکامل میں اس حدیث کو مفضل مذکور کے حوالہ سے اس کی تخریج کی اور کہا ہے کہ میں نے اس سے زیادہ منکر کوئی حدیث نہیں دیکھی، پھر اس نے کہا شعبہ نے حبیب سے بواسطہ ابن بریدہ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا (الحدیث) اھ، علامہ ذہبی نے المیزان میں اس مفضل کے بارے میں کوئی مفصل یا غیر مفصل جرح ذکر نہیں کی بلاشبہہ جو درجہ تضعیف تک پہنچتی ہے، اور یحیٰی سے نقل کیا گیا کہ اس نے کہا کہ یہ اس درجہ کی حدیث نہیں، امام ترمذی کے حوالے سے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ شیخ مصری، شیخ بصری سے زیادہ ثقہ (مستند و معتبر) ہے۔ امام نسائی سے مروی ہے کہ وہ قوی نہیں۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں کہ) تم پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ لیس بالقوی اور لیس بقوی دونوں میں واضح اور کھلا فرق ہے بلا شبہہ اس مؤدب ثقہ مثبت نے اس سے روایت

[25] جامع الترمذی کتاب الاطعمہ باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم امین کمپنی دہلی ۲/ ۴
[26] الکامل لابن عدی ترجمہ مفضل بن فضالہ مصری دار الفکر بیروت ۶/ ۲۴۰۴
[27] میزان الاعتدال للذہبی حدیث ۸۷۳۲ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۶۹
[28] میزان الاعتدال للذہبی حدیث ۸۷۳۲ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۶۹
[29] میزان الاعتدال للذہبی حدیث ۸۷۳۲ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۶۹
[30] میزان الاعتدال للذہبی حدیث ۸۷۳۲ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۶۹

وعبدالرحمٰن بن مهدی ذاك الجبل الشامخ الامام الحافظ قال البخاری فی علی بن عبدالله المعروف بابن المدینی مااستصغرت نفسی الاعنده وقال ابن المدینی فی عبدالرحمٰن هذا مارأیت اعلم منه و کذٰلك موسٰی بن اسمٰعیل ذاك الثقة الثبت وجماعة لاجرم حسنه الحافظ واطلاق الصحیح علی الحسن غیرمستنکر وقدصححه امام الائمة ابن خزیمة و من تبعه وقد وجدت له متابعا فان الامام الاجل اباجعفر الطحاوی اخرجه اولابالطریق المذکور فقال حدثنا فهد(یعنی ابن سلیمٰن بن یحیٰی)ثنا ابوبکر بن ابی شیبة ثنا یونس بن محمد الحدیث ثم قال حدثنا ابن مرزوق ثنا محمد بن عبدالله الانصاری ثنا اسمٰعیل بن مسلم عن ابی الزبیر عن جابر عن رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم مثله[31] اه **قلت** وبه یعلم مافی کلام الامام الترمذی والله تعالٰی اعلم ،ثم اعلم انه

کی ہے۔ عبدالرحمٰن ابن مہدی جو فن حدیث میں کوہ گراں ہے امام اور حافظ ہے امام بخاری نے علی بن عبداللہ جو ابن المدینی کے نام سے مشہور ہے کے متعلق فرمایا کہ میں نے صرف اس کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا سمجھا۔ چنانچہ ابن المدینی نے عبدالرحمٰن کے بارے میں فرمایا میں نے اس سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا اور اسی طرح موسٰی بن اسمٰعیل ثقہ، ثبت ہے۔ اور ایک جماعت بلاشبہہ حافظ نے اس کی تحسین فرمائی اور حسن پر صحیح کا اطلاق غیر معروف نہیں۔ امام الائمہ ابن خزیمہ اوران کے ہمنوا ائمہ نے اس کی تصحیح فرمائی اور بلاشبہہ میں نے اس کا متابع پایا ہے کیونکہ جلیل الشان امام ابو جعفر طحاوی نے اوّلاً طریق مذکور سے اس کی تخریج فرمائی چنانچہ فرمایا ہم سے فہد یعنی ابن سلیمان بن یحیٰی نے بیان کیا، اس نے کہا ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے بیان کیا اس نے کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا، الحدیث۔ پھر فرمایا ہم سے ابن مرزوق نے بیان کیا اس سے محمد بن عبداللہ انصاری نے اس سے اسمٰعیل بن مسلم نے بیان کیا، اس نے ابوالزبیر سے اس نے جابر سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اسی حدیث مذکور کی مثل روایت فرمائی اھ **قلت** (میں کہتا ہوں کہ) اس سے امام ترمذی کے کلام کا حال معلوم کیا جاسکتا ہے اور درحقیقت اللہ تعالٰی ہی سب کچھ اچھی طرح

[31] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی داء الطاعون وغیرہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۷

وقع فی الجامع الصغیر لهذا الحدیث رمز حب.ك **اقول**: ولم ارہ فی المجتبی بل لیس فیہ لان مدارہ علی ماذکر الترمذی علی المفضل کما علمت والمفضل هذا لیس من رواۃ النسائی اصلا وقد سقط الحدیث من نسخة سیدی علی المتقی قدس سرہ ولذا اوردہ من القسم الاوّل للجامع الکبیر وقد رمزله فیه د.ت.ہ الخ وهو الصحیح الا ان یکون النسائی رواہ فی الکبری فبالنظر الیه یقال ع وهو بعید ثم الواقع فی المشکٰوۃ[32] معزیا لابن ماجة ماذکرنا اعنی کل ثقة باللّٰه وفی جامع الترمذی ثم قال کل بسم اللّٰه ثقة باللّٰه وتوکلا علیه[33]. قال العلامة علی القاری اما ترك المؤلف البسملة مع وجودها فی الاصول فاما محمولة علی روایة منفردۃ غریبة لابن ماجة او علی غفلة من صاحب المشکٰوۃ	پھر جان لیجئے کہ جامع الصغیر میں اس حدیث کے لئے یہ رمز (حب،ک) ہے **اقول**: (میں کہتاہوں کہ) میں نے اس کو مجتبٰی میں نہیں دیکھا بلکہ اس میں موجود ہی نہیں اس لئے کہ حدیث مذکور کامدار جیسا کہ امام ترمذی نے ذکر کیا مفضل پر ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور یہ مفضّل بالکل رواۃ نسائی میں سے نہیں۔ میرے آقا علی متقی قدس سرہ کے نسخہ سے حدیث مذکور ساقط ہو گئی ہے اس لئے امام سیوطی جامع کبیر کی پہلی قسم میں اسے لائے ہیں اور اس کے لئے یہ رمز (د، ت،ہ) پیش فرمائی الخ۔ اور وہ صحیح ہے ہاں البتہ امام نسائی نے الکبرٰی میں اسے روایت فرمایا تو پھر اس کے پیش نظر (ع) کہاجائے گا لیکن وہ بعید ہے پھر مشکٰوۃ میں ابن ماجہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہی الفاظ واقع ہوئے جو ہم نے ذکر کئے ہیں، میری مراد "کل ثقة باللّٰه" کے الفاظ سے ہے۔ اور جامع ترمذی کے الفاظ یہ ہیں، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کل بسم اللّٰه ثقةً باللّٰه توکلا علیه (اللہ کا نام لے کر کھائیں اللہ تعالٰی پر اعتماد و بھروسا کرتے ہوئے)۔ علامہ علی قاری نے فرمایا مصنف علیہ الرحمۃ کا بسم اللہ چھوڑ دینا باوجودیکہ وہ اصول میں مذکور ہے یاتو اس لئے ہے کہ یہ ابن ماجہ

[32] مشکٰوۃ المصابیح کتاب الطب باب الفال والطیرۃ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۹۲

[33] جامع الترمذی ابواب الاطعمه باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم امین کمپنی دہلی ۲/ ۴

او المصابیح[34] اھ۔**اقول:** سبحٰن اللہ ھو انما نقلہ عن ابن ماجۃ فلوزاد البسملۃ نسب الی الفضلۃ ثم لم یتفرد ابن ماجۃ بترک البسملۃ بل ھو کذلک عند ابی داؤد ایضا رواہ عن عثمٰن بن ابی شیبۃ عن یونس بن محمد وابن ماجۃ عن ابی بکر بن ابی شیبہ ومجاھد ابن موسٰی ومحمد بن خلف العسقلانی کلھم عن یونس بترک البسملۃ والترمذی عن احمد بن سعید الاشقر وابراھیم بن یعقوب کلاھما عن یونس مع البسملۃ فافھم۔	جانتا ہے، کی منفرد غریب روایت پر محمول ہے یا صاحب مشکوٰۃ یا صاحب مصابیح کی غفلت کا نتیجہ ہے اھ **اقول:** (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی (عیوب ونقائص سے) پاک ہے (یعنی بڑا تعجب ہے) اس لئے کہ صاحب مشکوٰۃ نے اسے ابن ماجہ سے نقل فرمایا ہے اگر بسم اللہ شریف کا اضافہ کرتے تو زیادتی کی طرف منسوب ہوتے اور ترک بسم اللہ کے معاملہ میں ابن ماجہ ہی منفرد نہیں بلکہ ابوداؤد کے نسخہ میں بھی یونہی بسم اللہ متروک ہے چنانچہ امام ابوداؤد نے عثمان ابن ابی شیبہ سے بواسطہ یونس بن محمد اس کو روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ، مجاہد بن موسٰی اور محمد بن خلف عسقلانی کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے، سب نے بواسطہ یونس بسم اللہ کے بغیر روایت کی اور امام ترمذی نے بواسطہ احمد بن سعید اشقر اور ابراہیم بن یعقوب بحوالہ یونس "بسم اللہ" سمیت اس کو روایت کیا ہے۔ اس مقام کو سمجھ لیجئے۔ (ت)

سولھویں حدیث: میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کل مع صاحب البلاء تواضعا لربک وایمانا۔ رواہ الامام الاجل الطحاوی[35] عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ **قلت** ھکذا اوردہ فی الجامع کل باللام والذی رایتہ الامام الطحاوی کن بالنون، واللہ تعالٰی اعلم۔	بلاء والے کے ساتھ کھانا کھا اپنے رب کے لئے تواضع اور اس پر سچے یقین کی راہ سے۔ (جلیل القدر امام طحاوی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ **میں کہتا ہوں** اسی طرح الجامع میں لفظ کل (حرف لام کے ساتھ) ہے لیکن میں نے امام طحاوی کے نسخہ میں کن (حرف نون کے ساتھ) دیکھا ہے۔ اور اللہ تعالٰی سب سے بہتر جانتا ہے۔ (ت)

[34] مرقات المفاتیح کتاب الطب والرقی الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۵۱

[35] شرح معانی الآثار کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی داء الطاعون الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۷

سترہویں حدیث: میں ہے کہ ایک بی بی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجذوموں کے حق میں فرماتے:

فروامنھم کفرارکم من الاسد۔	ان سے ایسا بھاگو جیسا شیر سے بھاگتے ہو۔

ام المومنین (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا:

کلاولکنہ لاعدوی فمن عادی الاول۔ رواہ ابن جریر[36] عن نافع بن القاسم عن جدتہ فطیمۃ۔	ہر گز نہیں، بلکہ یہ فرماتے تھے کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی جسے پہلے ہوئی اسے کس کی اُڑ کر لگی۔ (ابن جریر نے حضرت نافع بن قاسم سے بحوالہ اس کی دادی فطیمہ کے اسے روایت کیا ہے۔ت)

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) ام المومنین کا یہ انکار اپنے علم کی بناء پر ہے یعنی میرے سامنے ایسا نہ فرمایا بلکہ یوں فرمایا اور ہے یہ کہ دونوں ارشاد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بصحت کافیہ ثابت ہیں۔

اٹھارہویں سے تیس: تک حدیث جلیل عظیم صحیح مشہور بلکہ متواتر جس سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے استدلال کیا کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لاعدوی۔ رواہ الائمۃ احمد والشیخان[37] وابوداؤد وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ عــــہ	بیماری اُڑ کر نہیں لگتی (ائمہ کرام مثلاً امام احمد، بخاری ومسلم، ابو داؤد اور ابن ماجہ اس کو حضرت ابوہریرہ

عــــہ: رواہ عنہ بطریق کثیرۃ شتی ھم والامام الطحاوی والدارقطنی فی المتفق والخطیب والبیھقی وابن جریر وآخرون وان نسیہ ابوھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ من بعد کما رواہ البخاری والطحاوی وابن جریر وغیرھم ۱۲منہ۔	متعدد ومختلف طریقوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ سے حدیث مذکور کو ان ائمہ مذکورین امام طحاوی اور امام دارقطنی نے متفق میں، خطیب، بیہقی، ابن جریر اور کچھ دوسروں نے اسے روایت کیا ہے اگرچہ بعد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اسے بھول گئے تھے جیسا کہ بخاری، طحاوی اور ابن جریر وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے ۱۲منہ (ت)

---

[36] کنزالعمال بحوالہ ابن جریر حدیث ۲۸۵۰۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۹۷

[37] صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام ۲/ ۸۵۹ و صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوٰی ۲/ ۲۳۰، سنن ابی داؤد کتاب الکھانۃ والتطیر ۲/ ۱۹۰ و مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرہ ۲/ ۲۶۷ و ۳۲۷

واحمد والستة الاالنسائی[38] عن انس واحمد و الشیخان وابن ماجة [39] والطحاوی عن ابن عمر و احمد ومسلم والطحاوی عن السائب [40] بن یزید و ھم وابن جریر جمیعا عن جابر [41] واحمد والترمذی و الطحاوی [42] عن ابن مسعود واحمد وابن ماجة و الطحاوی والطبرانی و ابن جریر عن ابن عباس[43] والثلثة الاخیرة عن	رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، نیز امام احمد اور دیگر چھ ائمہ نے سوائے امام نسائی کے سب نے اس کو روایت کیا ہے اور ان پانچ ائمہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔امام احمد، بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور امام طحاوی نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت فرمائی نیز امام احمد، مسلم اور طحاوی نے حضرت سائب بن یزید سے روایت کی۔ابن جریر اور ان سب نے حضرت جابر سے روایت کی۔ امام احمد، ترمذی اور طحاوی نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی۔امام احمد، ابن ماجہ، طحاوی، طبرانی

[38] صحیح البخاری کتاب الطب باب لاعدوٰی ۲/ ۸۵۹ و صحیح مسلم باب الطیرۃ والفال ۲/ ۲۳۱، سنن ابی داؤد کتاب الکہانۃ والتطیر ۲/ ۱۹۰ و سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص ۲۶۱، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ۳/ ۱۳۰ و ۱۵۴

[39] صحیح البخاری کتاب الطب ۲/ ۸۵۹ و کنز العمال بحوالہ حم و ابن ماجہ ۱۰/ ۱۱۸ سنن ابن ماجہ ابواب الطب ۲۶۱

[40] صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوٰی ۲/ ۲۳۰ و مسند احمد بن حنبل عن السائب بن یزید ۳/ ۴۵۰ شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۶

[41] صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوٰی ۲/ ۲۳۱ و مسند احمد بن حنبل عن جابر ۳/ ۲۹۳ شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۷

[42] جامع الترمذی ابواب القدر ۲/ ۳۷ و مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود ۱/ ۴۴۰ شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۶

[43] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس ۱/ ۲۶۹ و سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص ۲۶۱ شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۶

ابی امامة[44] وابن خزیمة والطحاوی وابن حبان وابن جریر عن سعد[45] بن ابی وقاص والامام الطحاوی [46] عن ابی سعید الخدری والشیرازی فی الالقاب و الطبرانی فی الکبیر والحاکم وابونعیم فی الحلیة عن عمیر[47] بن سعد الانصاری والطبرانی وابن عساکر عن عبدالرحمٰن[48] بن ابی عمیرة المزنی وابن جریر عن ام المومنین[49] وایضا صححه والقاضی محمد ابن عبدالباقی الانصاری فی جزئه الحدیثی عن امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه الکریم بلفظ لایعدی سقیم صحیحا[50] لخصناه عن الجامع الکبیر مع جمع وزیادات۔	اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور آخری تین ائمہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی نیز ابن خزیمہ، طحاوی، ابن حبان اور ابن جریر نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ اور امام طحاوی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، نیز شیرازی نے القاب میں طبرانی نے الکبیر میں حاکم اور ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی عمیرہ مزنی سے روایت کی، ابن جریر نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کرکے اس کی تصحیح فرمائی اور قاضی محمد ابن عبدالباقی انصاری نے اپنے جزء الحدیثی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان الفاظ سے روایت فرمائی کسی بیمار سے بیماری اُڑ کر کسی تندرست کو نہیں لگتی، یہ ہم نے جامع کبیر سے جمع کیا اور اضافوں کے ساتھ اس کا ملخص پیش کیا ہے۔ (ت)

[44] شرح معانی الآثار کتاب الکراھة ۲/ ۴۱۷ و المعجم الکبیر حدیث ۷۷۶۲، ۷۷۶۱ ۸/ ۲۱۶

[45] الجامع الکبیر بحواله ابن خزیمه والطحاوی وابن حبان عن سعد بن ابی وقاص حدیث ۲۶۱۸۴ بیروت ۸/ ۲۹۹

[46] الجامع الکبیر بحواله ابن جریر والطحاوی والشیرازی فی الالقاب عن ابی سعد حدیث ۲۶۱۸۵ بیروت ۸/ ۲۹۹

[47] الجامع الکبیر بحواله الشیرازی فی الالقاب (طب، حل، کر) عن عمیر بن سعد حدیث ۲۶۱۸۶ بیروت ۸/ ۲۹۹

[48] کنزالعمال بحواله کر عن عبدالرحمن حدیث ۲۸۶۰۸ مؤسسة الرساله بیروت ۱۰/ ۱۲۰

[49]

[50] کنزالعمال بحواله ابن جریر عن علی حدیث ۲۸۶۳۶ موسسة الرساله بیروت ۱۰/ ۱۲۶، سنن ابی داؤد کتاب الکهانة ۲/ ۱۹۰ و شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۶

اسی حدیث کے متعدد طرق میں وہ جواب قاطع ہر شک وارتیاب ارشاد ہوا جسے ام المومنین نے اپنے استدلال میں روایت فرمایا صحیحین وسنن ابی داؤد وشرح معانی الآثار امام طحاوی وغیرہا میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، ایک بادیہ نشین نے عرض کی: یارسول اللہ! پھر اونٹوں کا یہ کیا حال ہے کہ وہ ریتی میں ہوتے ہیں جیسے ہرن یعنی صاف شفاف بدن ایک اُونٹ خارش والا آکر اُن میں داخل ہوتا ہے جس سے خارش ہو جاتی ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: **فمن اعدی الاول**[51] اس پہلے کو کس کی اُڑ کر لگی، احمد و مسلم وابوداؤد، وابن ماجہ کے یہاں حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے ارشاد فرمایا: **ذٰلکم القدر فمن اجرب الاول**[52] یہ تقدیری باتیں ہیں بھلا پہلے کو کس نے کھجلی لگادی، یہی ارشاد احادیث مذکورہ عبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عباس وابوامامہ وعمیر بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہم میں مروی ہوا، حدیث اخیر میں اس توضیح کے ساتھ ہے کہ فرمایا:

الم تروا الی البعیر یکون فی الصحراء فیصبح وفی کرکرتہ اوفی مراق بطنہ نکتۃ من جرب لم تکن قبل ذٰلك فمن اعدی الاول[53]۔	کیا دیکھتے نہیں کہ اونٹ جنگل میں ہوتا ہے یعنی الگ تھلگ کہ اس کے پاس کوئی بیمار اونٹ نہیں صبح کو دیکھو تو اس کے بیچ سینے یا پیٹ کے نرم جگہ میں کھجلی کا دانہ موجود ہے بھلا اس پہلے کو کس کی اُڑ کر لگ گئی۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) حاصل ارشاد یہ ہے کہ قطع تسلسل کے لئے ابتداءً بغیر دوسرے سے منتقل ہوئے خود اس میں بیماری پیدا ہونے کا ماننا لازم ہے تو حجت قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بیماری خود بخود بھی حادث ہو جاتی ہے اور جب یہ مسلم ہے تو دوسرے میں انتقال کے سبب پیدا ہونا محض وہم علیل وادعائے بے دلیل رہا، جب ایک میں خود پیدا ہو سکتی ہے تو یوہیں ہزار میں:

فلایوسوس العدو الرجیم فی قلب مریض	مردود دشمن (شیطان) کہیں مریض کے دل میں

[51] صحیح البخاری باب لاعدوی ۲/ ۸۵۹ و صحیح مسلم باب لاعدوٰی ۲/ ۲۳۰، سنن ابی داؤد کتاب الکہانۃ ۲/ ۱۹۰ و شرح معانی الآثار ۲/ ۴۱۶

[52] کنزالعمال بحوالہ حم وابن ماجہ حدیث ۲۸۵۹۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۱۸ سنن ابن ماجہ ابواب الطب ص ۲۶۱

[53] کنزالعمال بحوالہ طب، حل، ك عن عمیر بن سعد حدیث ۲۸۶۱۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۲۱

ان القائلین بالاعداء لایحصرون المرض فیه حتی یلزمهم اعداء الاول فافهم وتثبت۔	یہ وسوسہ نہ ڈال دے کہ تجاوزِ مرض کے قائل مرض کو اس تعدیہ میں بند تونہیں کرتے کہ ان پر یہ الزام ہو کہ پہلے مریض کو مرض کیسے لگ گیا، پس سمجھ لیجئے اور ثابت رہئے۔ (ت)

اکتیسویں حدیث: کہ امام احمد وبخاری ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسی قدر روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لایوردن ممرض علی مصح[54]۔	ہر گز بیمار جانور تندرست جانوروں کے پاس پانی پلانے کو نہ لائے جائیں۔

بیہقی نے سنن میں یوں مطولاً تخریج کی کہ ارشاد فرمایا:

لاعدوی ولایحل الممرض علی المصح ولیحل المصح حیث شاء فقیل یارسول اللہ ولم ذٰلك قال لانه اذی[55]۔واللہ تعالٰی اعلم۔ **قلت** وقد رواہ مالك فی مؤطاہ انه بلغه عن بکیر بن عبداللہ بن الاشج عن ابن عطیة ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلّم	بیماری اڑ کر نہیں لگتی اور تندرست جانوروں کے پاس بیمار جانور نہ لائیں اور تندرست جانور والا جہاں چاہے لے جائے، عرض کی گئی یہ کس لئے؟ فرمایا: اس لئے کہ اس میں اذیت ہے یعنی لوگ بُرا مانیں گے انہیں ایذا ہوگی۔ واللہ تعالٰی اعلم **قلت** (میں کہتا ہوں) امام مالک نے اپنی مؤطا میں اسے یوں روایت کیا کہ حدیث مذکور انہیں بکیر بن عبداللہ بن اشج سے بواسطہ ابن عطیہ اس طرح پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے

[54] صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۰، سنن ابی داؤد کتاب الکھانة باب فی الطیرۃ الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۹۰سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۶۱، صحیح البخاری کتاب الطب قدیمی کتب خانہ ۲/ ۸۵۹، مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ دارالفکر بیروت ۲/ ۴۰۶و ۴۳۴

[55] السنن الکبرٰی للبیہقی کتاب النکاح باب لایورد ممرض علی مصح دار صادر بیروت ۷/ ۲۱۷

قال لاعدوی ولاھام ولاصفر ولایحل الممرض علی المصح ولیحلل المصح حیث شاء فقالوا یارسول اللہ وماذاك فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذی[56]۔ھکذا رواہ یحیی مرسلا وتابعہ جماعۃ من رواۃ المؤطا وخالفھم القعنبی وعبداللہ بن یوسف وابومصعب ویحیی بن بکیر فجعلوہ عن ابی عطیۃ عن ابی ھریرۃ موصولا غیران ابن بکیر قال عن ابی عطیۃ ولاخلف فھو عبداللہ بن عطیۃ الاشجعی ویکنی اباعطیۃ ووھم بعض رواۃ المؤطا فی جعلہ عن ابی عطیۃ عن ابی برزۃ وانما ھو عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما افادہ الزرقانی[57]۔	ارشاد فرمایا: کسی مرض میں تعدیہ نہیں(کہ مرض اُڑ کر دوسرے تندرست آدمی کو لگ جائے)اور اُلّو وغیرہ میں نحوست نہیں،ماہ صفر کی آمد میں نحوست نہیں۔بیمار جانور کو تندرست جانور کے پاس نہ لائیں بلکہ تندرست جانور کو جہاں چاہیں لے جائیں۔لوگوں نے عرض کیا یہ کیوں یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔آپ نے ارشاد فرمایا اس میں اذیت ہے یعنی لوگوں کو ایذا ہوگی۔یحیٰی نے بطور ارسال(ذکر سند کے بغیر)اس کو روایت کیا اور مؤطا کے راویوں کی جماعت نے اس کی متابعت کی۔ قعنبی،عبداللہ بن یوسف،ابومصعب اور یحیٰی بن بکیر نے ان کی مخالفت کی۔للذا ابواسطہ ابن عطیہ حضرت ابوہریرہ کے حوالے سے اسے موصول قرار دیا مگر یہ کہ ابن بکیر نے ابن عطیہ سے کہا اور اس میں کوئی خلاف نہیں اس لئے کہ وہ عبداللہ بن عطیہ اشجعی ہے البتہ اس کی کنیت ابو عطیہ ہے،بعض رواۃ مؤطا کو یہ وہم ہوا کہ انہوں نے اس حدیث کو عن ابی عطیہ عن ابی برزہ کی سند سے ذکر کیا حالانکہ یہ حضرت ابوہریرہ کی سند سے مروی ہے(اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو) علامہ زرقانی نے اس کا افادہ کیا۔(ت)

یہ حدیث دونوں مضمون کی جامع ہے۔

بتیسویں حدیث: صحیح جلیل کہ ایسا ہی رنگ جامعیت رکھتی ہے صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاعدوی وفرمن الجذوم کما تفر من الاسد[58]۔اوردہ الامام الجلیل الجلال السیوطی	بیماری اُڑ کر نہیں لگتی اور جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے۔جلیل القدر امام جلال الدین سیوطی

[56] مؤطا امام مالك کتاب الجامع باب عیادۃ المریض والطیرۃ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۷۲۱

[57] شرح الزرقانی علی مؤطا الامام مالك کتاب الجامع باب عیادۃ المریض والطیرۃ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۳۳۳

[58] صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۰

فی جامعه الکبیر بهٰذا اللفظ عازیا لابن جریر عن ابی قلابة[59] وفی قسمه الاوّل بلفظ لاعدوی ولاطیرة ولاهامة ولاصفر واتقوا المجذوم کما تتقوا الاسد عازیا[60] لسنن البیهقی عن ابی هریرة، و اورده فی اول الجامع ایضا بلفظ لاعدوی ولاطیرة ولاهامة ولا صفروفرمن المجذوم کما تفرمن الاسد عازیا لاحمد[61] والبخاری عن ابی هریرة، وهو کذٰلك فی الجامع الصحیح وبه ظهر ماقدمنا ان العزو یتبع اللفظ فبالنظر الی حدیث ابی قلابة عددناه بحیاله ولذا اوردناه بلفظه وهو بعینه لفظ البخاری وان اشتمل علی زیادات لاتوقف لهذا المعنی علیها. **اقول:** وابوقلابة هذا هو عبدالله بن زید الجرمی	اپنی جامع کبیر میں ابوقلابہ کے حوالہ سے امام ابن جریر کی طرف سے نسبت کرتے ہوئے اس لفظ سے لائے ہیں اور اس کی پہلی قسم میں ان الفاظ سے لائے ہیں "لاعدوی" یعنی کوئی مرض اُڑ کر نہیں لگتا، "ولاهامة" نہ الّو میں نحوست ہے، "ولاصفر" نہ ماہ صفر کی آمد میں کوئی نحوست ہے۔ جذامی سے اس طرح بچو جس طرح شیروں سے بچتے ہو (یعنی بھاگتے ہو) بواسطہ ابوہریرہ سنن بیہقی کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔ نیز جامع کی ابتداء میں امام سیوطی ان الفاظ سے لائے ہیں کسی مرض میں تجاوز نہیں نہ الّو میں نحوست ہے نہ ماہ صفر میں، جذامی سے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔ مسند احمد اور بخاری کی طرف نسبت کرتے ہوئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے۔ اور وہ جامع صحیح میں اسی طرح ہے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ جو کچھ ہم پہلے بیان کرآئے ہیں کہ نسبت کرنی لفظ کے تابع ہوتی ہے پھر ابوقلابہ کی حدیث کے پیش نظر ہم نے اس کے مقابل سے اس کا شمار کیا ہے اس لئے ہم اسے اسی لفظ سے لائے ہیں اور وہ بعینہٖ بخاری کے الفاظ ہیں اگرچہ وہ کچھ اضافوں پر شامل ہے پس اس معنی کا ان پر

[59] جامع الاحادیث للسیوطی مسند ابی قلابه حدیث ۱۰۱۴۶ دارالفکر بیروت ۱۷/ ۳۱۴

[60] جامع الاحادیث للسیوطی حدیث ۲۶۱۹۱ دارالفکر بیروت ۸/ ۳۰۰

[61] جامع الاحادیث للسیوطی حدیث ۲۶۱۶۸ دارالفکر بیروت ۸/ ۲۹۷

من ثقات التابعین وعلمائھم کثیرالارسال وکان الاولی ان ینبه علیه ثم ان العلامة الشمس السخاوی قال فی حدیث اتقوا ذوی العاھات المعنی فرمن المجذوم فرارك من الاسد کما ورد فی بعض الفاظ الحدیث وھو متفق علیه عن ابی ھریرة مرفوعا بمعناہ[62] اھ ورأیتنی کتبت علیه مانصه اقول:لم ارہ لمسلم انما فیه قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لمجذوم انا قد بایعناك فارجع[63] نعم ھو فی حدیث البخاری بلفظ فر من المجذوم کما تفر من الاسد[64] والیه وحدہ عزاہ فی المشکٰوۃ[65] وکذا الامام النووی فی شرح مسلم تحت حدیثه المذکور[66] وکذا الامام السیوطی فی اول جامعه الکبیر[67]. فالله تعالٰی اعلم۔	توقف نہیں (یہ معنی ان پر موقوف نہیں) **اقول:** (میں کہتا ہوں کہ) یہ ابوقلابہ عبداللہ ابن زید جرمی ہے جو ثقات تابعین اور ان کے علماء میں سے ہے یہ کثیر الارسال ہے، بہتر تو یہ تھا کہ وہ اس پر آگاہ (تنبیہ) کرتا۔علامہ شمس الدین سخاوی نے فرمایا کہ حدیث اتقوا ذوی العاھات کا معنی فرمن المجذوم فرارک من الاسد (یعنی جذامی آدمی سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو) جیسا کہ حدیث کے بعض الفاظ میں وارد ہوا ہے اور وہ بواسطہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ متفق علیہ مرفوع بالمعنٰی روایت ہے اھ مجھے یاد ہے میں نے اسی پر حاشیہ لکھا ہے عبارت یہ ہے **اقول:** (میں کہتا ہوں) میں نے اسے صحیح مسلم میں نہیں دیکھا،اس میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جذامی شخص کے بارے میں صرف یہی ارشاد مذکور ہے کہ ہم نے تمہیں (زبانی) بیعت کرلیالہٰذا واپس چلے جاؤ،ہاں البتہ بخاری شریف کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں" جذامی شخص سے اس طرح بھاگو جس طرح تو

[62] المقاصد الحسنہ حرف الھمزہ حدیث ۲۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۸
[63] صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۳
[64] صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۰
[65] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ مجتبائی دہلی بھارت ص ۳۹۱
[66] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۳
[67] جامع الاحادیث للسیوطی حدیث ۲۶۱۶۸ دار الفکر بیروت ۸/ ۲۹۷

	شیر سے بھاگتا ہے" صرف اکیلے بخاری ہی کی طرف مشکوٰۃ میں اس کی نسبت کی گئی ہے۔اسی طرح امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں حدیث مذکور کے ذیل میں لکھا ہے اور اسی طرح اپنی جامع کبیر میں ابتداءً امام سیوطی نے فرمایا: درحقیقت اللہ تعالٰی ہی سب کچھ جانتا ہے۔(ت)

اب بتوفیق اللہ تعالٰی تحقیق حکم سنئے **اقول: وباللہ التوفیق** (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ت) احادیث قسم ثانی تو اپنے افادہ میں صاف صریح ہیں کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، کوئی مرض ایک سے دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتا، کوئی تندرست بیمار کے قریب واختلاط سے بیمار نہیں ہو جاتا، جسے پہلے شروع ہوئی اسے کس کی اُڑ کر لگی۔ان متواتر وروشن وظاہر ارشادات عالیہ کو سن کر یہ خیال کسی طرح گنجائش نہیں پاتا کہ واقع میں تو بیماری اُڑ کر لگتی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کا وسوسہ اٹھانے کے لئے مطلقًا اس کی نفی فرمائی، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی عملی کارروائی مجذوموں کو اپنے ساتھ کھلانا، ان کا جھوٹا پانی پینا، ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر برتن میں رکھنا، خاص ان کے کھانے کی جگہ سے نوالہ اُٹھا کر کھانا جہاں منہ لگا کر انھوں نے پیا بالقصد اسی جگہ منہ رکھ کر خود نوش کرنا یہ اور بھی واضح کر رہی ہے کہ عدوٰی یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا محض خیال باطل ہے ورنہ اپنے آپ کو بلا کے لئے پیش کرنا شرع ہر گز روا نہیں رکھتی،

قال اللہ تعالٰی "وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ "[68]۔	(اللہ تعالٰی نے فرمایا) آپ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

رہیں قسم اول کی حدیثیں، وہ اس درجہ عالیہ صحت پر نہیں جس پر احادیث نفی ہیں ان میں اکثر ضعیف ہیں جیسا کہ ہم بیان و اشارہ کر آئے اور بعض غایت درجہ حسن ہیں، صرف حدیث اول کی تصحیح ہو سکتی ہے مگر وہی حدیث اس سے اعلٰی وجہ پر جو صحیح بخاری میں آئی خود اسی میں ابطال عدوٰی موجود کہ مجذوم سے بھاگو اور بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، تو یہ حدیث خود واضح فرما رہی ہے کہ بھاگنے کا حکم اس وسوسہ واندیشہ کی بناء پر نہیں، معہذا صحت میں اس کا پایہ بھی دیگر احادیث نفی سے گرا ہوا ہے کہ اسے امام بخاری نے مسندًا روایت نہ کیا بلکہ بطور تعلیق،

حیث قال قال عفان وعفان ھذا	چنانچہ امام بخاری نے فرمایا عفان نے کہا یہ عفان

[68] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵

وان کان من شیوخ البخاری فکثیرامایروی عنه بالواسطة کما فی فتح الباری[69] وعدوله عن حدثنا المعتادله فی جمیع کتابه الی قال لایکون الا لوجه وھذا وان کان وصلا علی طریق ابن الصلاح فلیس المختلف فیه کالمتفق علیه وقدجزم المحقق علی الاطلاق فی باب العنین من فتح القدیر ان البخاری رواہ معلقا[70] ثم لعلك تقول مالك حصرت الصحة فی الحدیث الاوّل الیس فیما ذکرت حدیث انا قد بایعناك فارجع [71] **اقول:** انما یرویه مسلم، ھٰکذا حدثنا یحیی بن یحیی اناھشیم ح قال وثنا ابوبکر بن ابی شیبه قال ناشریك بن عبدالله وھشیم بن بشیر عن یعلی بن عطاء عن عمروبن الشرید عن ابیه رضی الله تعالٰی عنه[72]	اگرچہ شیوخ بخاری(اساتذہ بخاری) میں سے ہے تاہم اس سے بسااوقات بالواسطہ روایت کرتے ہیں جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے،امام بخاری کا حدثنا(جو تمام کتب میں حسب معمول وحسب عادت ہے) چھوڑ کر لفظ قال اختیار کرنا بغیر کسی وجہ کے نہیں ہوسکتا،اگرچہ علامہ ابن الصلاح کے طریقے پر یہ صورت وصل ہے تاہم مختلف فیہ، متفق علیہ کی طرح نہیں۔ محقق علی الاطلاق(ابن ہمام) نے فتح القدیر باب عنین میں اس پر یقین اور وثوق کیاکہ امام بخاری نے اسے معلق روایت کیاہے پھر شاید آپ کہیں کہ تمہیں کیا ہو گیاہے کہ تم نے پہلی حدیث میں صحت کو منحصر(بند) کردیا حالانکہ جو کچھ آپ نے ذکرکیا اس میں یہ حدیث ہے انا قدبایعناك فارجع واپس ہوجاؤ ہم نے تمہیں زبانی بیعت کرلیا۔**اقول:**(میں کہتاہوں)امام مسلم اسے اس سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں ہم سے یحیٰی بن یحیٰی نے بیان کیا اسے ہشیم نے بتایا،"ح"ہم سے ابوبکر بن شیبہ نے بیان کیا اس نے کہاہم سے شریک بن عبداللہ اور ہشیم بن بشیر نے بیان کیااس نے یعلی بن عطاء اس نے عمروبن شرید اس نے اپنے باپ سے روایت کیا

[69] فتح الباری شرح البخاری کتاب الطب باب الجذام مصطفی البابی مصر ۱۲/ ۲۶۴
[70] فتح القدیر کتاب الطلاق باب العنین مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۱۳۳
[71] صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۳
[72] صحیح مسلم کتاب السلام باب اجتناب المجذوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۳

وقال ابن ماجة حدثنا عمرو بن رافع ثنا هشیم عن یعلی بن عطاء[73] الخ وهشیم بن شریك كلاهما مدلس وقد عنعنا قال فی التقریب هشیم بن بشیر ثقة ثبت كثیر التدلیس والارسال الخفی[74] وقال فی شریك صدوق یخطی كثیرا تغیر حفظه منذ ولی القضاء بالكوفة[75] وقال فی تهذیب التهذیب قال عبدالحق الاشبیلی كان یدلس وقال ابن القطان كان مشهورا بالتدلیس[76] اھ قال و یروی له مسلم فی المتابعات[77] اھ كماھٰھنا اخرج له بمتابعة هشیم اما قول من قال ان عنعنة المدلسین فی الصحیحین محمول علی السماع فاقول: تقلید جامد ولاننكر تحسین الظن فلیس التخمین كالتبیین اصلا۔	رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ محدّث ابن ماجہ نے فرمایا ہم سے عمرو بن رافع نے بیان کیا اس نے کہا ہم سے ہشیم نے بواسطہ یعلٰی بن عطاء بیان کیا الخ ہشیم اور شریک دونوں مُدلس ہیں اور دونوں نے عن عن کے الفاظ سے روایت کی ہے، چنانچہ التقریب میں فرمایا: ہشیم بن بشیر ثقہ، ثبت ہے مگر بہت زیادہ تدلیس اور ارسال خفی کرنے والا ہے۔ اور شریک کے متعلق فرمایا: سچا ہے لیکن کثیر الخطا ہے اس کے حافظہ میں تبدیلی آگئی تھی جب سے وہ کوفہ میں قاضی مقرر ہوا۔ تہذیب التہذیب میں کہا کہ عبدالحق اشبیلی نے فرمایا: وہ تدلیس کیا کرتا تھا۔ اور ابن القطان نے فرمایا: وہ تدلیس میں مشہور تھا اھ۔ فرمایا: امام مسلم اس سے متابعات میں روایت کرتے تھے اھ۔ جیسا کہ یہاں ہشیم کی متابعت میں اس سے تخریج فرمائی۔ لیکن جس نے یہ کہا کہ تدلیس کرنے والوں کا بخاری و مسلم میں عن عن کہنا سماع پر محمول ہے **فاقول:** (تو میں کہتا ہوں کہ) یہ محض اندھی تقلید ہے اگرچہ ہم حسن ظن کے منکر نہیں تاہم تخمین (اٹکل پچّو سے کچھ کہنا) بالکل صاف بیان کرنے کی طرح نہیں ہوسکتا۔ (ت)

کوئی حدیث ثبوت عدوٰی میں نص نہیں، یہ تو متواتر حدیثوں میں فرمایا کہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، اور یہ ایک حدیث میں بھی نہیں آیا کہ عادی طور پر اُڑ کر لگ جاتی ہے۔ حدیث چہارم کہ "جذامیوں کو نظر جما کر نہ دیکھو ان کی طرف تیز نگاہ نہ کرو" صاف یہ محمل رکھتی ہے کہ ادھر زیادہ دیکھنے سے تمہیں گِھن آئے گی نفرت پیدا ہوگی ان

[73] سنن ابن ماجہ ابواب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۶۱
[74] تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی تحت حرف الهاء ترجمہ ۷۳۳۸ دار الکتب العلمیه بیروت ۲/ ۲۶۹
[75] تقریب التهذیب لابن حجر عسقلانی تحت حرف الشین المعجمه ترجمہ ۲۷۹۵ دار الکتب العلمیه بیروت ۱/ ۴۱۷
[76] تهذیب التهذیب من اسمه شریك ترجمه شریك بن عبدالله ۵۷۷ دائرة المعارف النظامیه حیدرآباد دکن بھارت ۴/ ۳۳۷
[77] تهذیب التهذیب من اسمه شریك ترجمه شریك بن عبدالله ۵۷۷ دائرة المعارف النظامیه حیدرآباد دکن بھارت ۴/ ۳۳۷

مصیبت زدوں کو حقیر سمجھوگے،ایک تو یہ خود حضرت عزّت کو پسند نہیں پھر اس سے ان گرفتاران بلا کو ناحق ایذا پہنچے گی،اور یہ روا نہیں۔علامہ مناوی تیسر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

(لاتحدوا النظر)لانہ اذی ان لاتعافوھم فتزدروھم اوتحتقروھم [78]۔	(نظریں جماکر جذامیوں کو نہ دیکھو)اس لئے کہ یہ ایذا ہے کہیں تم ان سے گھن نہ کرنے لگو اور ان کو عیب دار سمجھتے ہوئے تحقیر نہ کرنے لگو۔(ت)

علامہ فتنی مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں:

لاتدیموا النظر الی المجذومین لانہ اذا ادامہ حقرہ و تاذّی بہ المجذوم [79]۔	نگاہ جما کر جذامیوں کو نہ دیکھو اس لئے کہ یہ ایذا ہے جب کوئی نگاہ جما کر انہیں دیکھے تو انہیں حقیر سمجھے گا اور جذامیوں کو اس طرح تکلیف ہوگی۔(ت)

حدیث ششم میں کہ ان ثقفی سے فرمایا:"پلٹ جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی" متعدد وجوہ ہیں:

(۱)انہیں مجلس اقدس میں نہ بلایا کہ حاضرین دیکھ کر حقیر نہ سمجھیں۔

(۲)حضار میں کسی کو دیکھ کر یہ خیال نہ پیدا ہو کہ ہم ان سے بہتر ہیں،خود بینی اس مرض سے بھی سخت تر بیماری ہے۔

(۳)مریض اہل مجمع کو دیکھ کر غمگین نہ ہو کہ یہ سب ایسے چین میں ہیں اور وہ بلا میں،تو اس کے قلب میں تقدیر کی شکایت پیدا ہوگی۔

(۴)حاضرین کا لحاظ خاطر فرمایا کہ عرب بلکہ عرب وعجم جمہور بنی آدم بالطبع ایسے مریض کی قربت سے بُرا مانتے ہیں نفرت لاتے ہیں۔

(۵)**اقول:**(میں کہتا ہوں۔ت)ممکن کہ خاطر مریض کا لحاظ فرمایا کہ ایسا مریض خصوصًا نومبتلا خصوصًا ذی وجاہت مجمع میں آتے ہوئے شرماتا ہے۔

(٦)اقول:ممکن کہ مریض رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھوں سے رطوبت نکلتی تھی تو نہ چاہا کہ مصافحہ فرمائیں،غرض واقعہ حال محل صد گونہ احتمال ہوتا ہے حجت عام نہیں ہوسکتا۔مجمع البحار میں ہے:

ارجع فقد بایعناک انما ردہ	واپس چلے جاؤ بے شک میں نے تمہیں(زبانی)

[78] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث لاتحدوا النظر الی مجذومین مکتبہ امام شافعی الریاض ۲/ ۴۹۱

[79] مجمع بحار الانوار تحت حرف الجیم تحت لفظ "جذام" مکتبہ دار الایمان مدینہ منورہ ۱/ ۳۳٦

لئلا ینظر الیه اصحابه صلی الله تعالٰی علیه وسلم فیزدرونه ویرون لانفسهم علیه فضلا فیدخلهم العجب اولئلا یحزن المجذوم برؤیة النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم واصحابه ومافضلوا به فیقل شکره علی بلاء الله تعالٰی[80]۔	بیعت کرلیاہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جذامی شخص کو لوٹادیا تاکہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام اسے دیکھ کر کہیں حقیر اور گھٹیانہ سمجھنے لگیں اور اپنے آپ کو اس پر ترجیح نہ دینے لگیں۔اس طرح ان میں خودبینی پیداہوجائے گی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ ذی شان کو اور ان کے فضل وشرف کو دیکھنے سے کہیں جذامی غمگین نہ ہو، پھر اللہ تعالٰی کی مصیبت اور بلاپر اس کے جذبات شکر میں کمی نہ آجائے۔(ت)

حدیث ہفتم کہ بچھونا لپیٹنے کو فرمایا **اقول:** (میں کہتاہوں۔ت) ممکن کہ اس لئے فرمایا ہو کہ مریض کے پاؤں سے رطوبت نہ ٹپکے۔
حدیث ہشتم کہ اگر کوئی بیماری اُڑ کر لگتی ہو تو جذام ہے۔"اگر" کالفظ خود بتارہاہے کہ اُڑ کر لگنا ثابت نہیں۔تیسیر میں ہے:

قوله ان کان، دلیل علی ان هذا الامر غیر محقق عنده[81] اھ **اقول:** حمله علی الشك وماکان ینبغی وانّما حقه ان نقول قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان کان فی شیئ من ادویتکم خیرففی شرطة محجم او شربة من عسل الحدیث رواه احمد[82] والشیخان والنسائی عن جابر	گزشتہ حدیث میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاارشاد حرف "اِنْ" اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امر آپ کے نزدیک ثابت اور محقق نہیں اھ۔**اقول:** (میں کہتاہوں۔ت) اس کو شک پر محمول کرنا ہرگز مناسب نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ ہم یوں کہیں کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: (لوگو!) اگر تمہاری کسی دوا اور علاج میں خیر ہو تو پچھنے لگوانے اور شہد پینے میں ہے (الحدیث) امام احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت جابر

[80] مجمع بحارالانوار حرف الجیم تحت لفظ "جذام" مکتبہ دارالایمان مدینہ منورہ ۱/ ۳۳۶
[81] تیسیر شرح جامع صغیر تحت حدیث ان کان شیئ من الداء الخ مکتبہ امام شافعی ریاض ۱/ ۳۷۳
[82] صحیح بخاری کتاب الطب باب الدواء بالعسل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۴۸، صحیح مسلم کتاب السلام باب لکل داء دواء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۵

رضی اللّٰہ تعالٰی عنه ولاشك ان فی العسل خیرا کمانطق به القراٰن العزیز وفی الحجامة ایضا کما دل علیه المستفیض من الاحادیث القولیة و الفعلیة وقال صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم لوکان شیئ سابق القدر لسبقته العین رواہ احمد[83] ومسلم و الترمذی عن ابن عباس واحمدوالترمذی وابن ماجة بسند صحیح عن اسماء بنت عمیس رضی اللّٰہ تعالٰی عنهم لاشك ان القدر لایسبقه شیئ فاذا ثبت الوجهان فی امثال المقال جاء الاحتمال فبطل الاستدلال۔	رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ بلاشبہہ شہد کے استعمال کرنے میں خیر ہے جیسا کہ قرآن عزیز اس پر ناطق ہے اور پچھنے لگانے میں بھی خیر ہے جیسا کہ مشہور قولی اور فعلی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی چیز قضاوقدر سے آگے بڑھ جاتی تو نظر بد آگے بڑھ جاتی۔ امام احمد، مسلم، ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اس کو روایت کیا، نیز امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بسند صحیح اسماء دختر عمیس، سے اسے روایت کیا ہے (اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو) اس میں کوئی شک وشبہہ نہیں کہ تقدیر سے کوئی چیز آگے نہیں ہو سکتی، پھر جب وہ وجوہات اس قسم کی گفتگو میں ثابت ہوگئیں تو کلام میں احتمال پیدا ہوگیا (لہٰذا احتمال کے ہوتے ہوئے) استدلال باطل ہوگیا۔ (ت)

رہا اس وادی سے جلد گزر جانا **اقول:** (میں کہتا ہوں۔ت) اس میں وہ پانچ وجوہ پیشین جا گزیں جو حدیث ششم کے بارہ میں گزریں **فافهم** (لہٰذا اس کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ت) حدیث نہم کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُن بی بی کو منع فرمایا **اقول:** وہاں بھی چاروجہ اولیں جاری کمالایخفی بادنٰی تأمل (جیسا کہ معمولی غور وفکر کرنے سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ ت) حدیث یازدہم ودوازدہم کا فقرہ کہ امیر المومنین نے معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے فرمایا دوسرا ہوتا تو مجھ سے ایک نیزے کے فاصلہ پر بیٹھتا اقول: انہیں حدیثوں میں ہے کہ اُن کو اپنے ساتھ کھلایا، اگر یہ امر عدوٰی کا سبب عادی ہوتا تو اہل فضل کی خاطر سے اپنے آپ کو معرض بلا میں ڈالنا روانہ ہوتا۔ اور تیرہویں حدیث نے توخوب

---

[83] مسند امام احمد بن حنبل عن اسماء بنت عمیس المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۴۳۸، صحیح مسلم کتاب السلام باب الطب والمرض الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۲۰، سنن ابن ماجه ابواب الطب باب من استرق الهین ص ۲۵۹

ظاہر کردیا کہ امیر المومنین خیال عدوٰی کی بیخ کنی فرماتے تھے، نری خاطر منظور تھی تو اس شدت مبالغہ کی کیاحاجت ہوتی کہ پانی انہیں پلا کر اُن کے ہاتھ سے لے کر خاص اُن کے منہ رکھنے کی جگہ پر منہ لگا کر خود پیتے، معلوم ہوا کہ عدوٰی بے اصل ہے تو اس فرمانے کا منشاء مثلاً یہ ہو کہ ایسے مریض سے تنفر انسان کاایک طبعی امر ہے آپ کا فضل اس پر حامل ہے کہ وہ تنفر مضمحل وزائل ہوگیا دوسرا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔ حدیث سی ویکم کہ تندرست جانوروں کے پاس بیمار نہ لائے جائیں **اقول:** (میں کہتاہوں۔ت) اس کی وجہ خود حدیث مؤطائے امام مالک وسنن بیہقی نے ظاہر کردی کہ یہ صرف لوگوں کے بُرا ماننے کے لحاظ سے ہے ورنہ بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، ولہذا ہم نے اس حدیث کو احادیث قسم اول میں شمار بھی نہ کیا۔ اب نہ رہیں مگر پانچ حدیثیں اول دوم سوم پنجم دہم اقول: قطع نظر اس سے کہ ان میں دوم کی سند واہی اور سوم کی خود حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے جن کی طرف وہ نسبت کی جاتی تھی تکذیب فرمائی، اور دہم کہ امیر المومنین سے ایک صحابی جلیل القدر منجملہ اصحاب بدر ومہاجرین سابقین اوّلین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کی نسبت اس کا صدور سخت مستبعد تھا، متعدد حدیثوں نے اس کا خلاف ثابت کردیا جیسا کہ امیر المومنین سے مظنون تھا **کماسبق ذٰلك كله فهذا منقطع باطنا ومعلول غير مقبول** (یہ سب کچھ پہلے گزر چکا ہے لہذا یہ اندرونی طور پر منقطع، معلول غیر مقبول ہے۔ت) اُن میں کسی کا حاصل حدیث اول کے حاصل سے کچھ زائد نہیں اور اُن میں وہی صحیح یا حسن ہے تو اسی کی طرف توجہ کافی۔ علماء کے لئے یہاں متعدد طریقے ہیں:

اوّل: اس کے ثبوت میں کلام بہ طریقہ امّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ہے جیسا کہ حدیث ہفدہم میں گزرا۔

اقول: طریقتها رضی الله تعالٰی عنها معروفة فی امثال الاحادیث التی ترد علی خلاف ماعندها من العلم القطعی المستند الی القراٰن العظیم اوالسماع الشفاهی من حبیب الکریم صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان تنسب راویها الی السهو والوهم فی السماع والفهم کما قالت فی حدیث امیر المومنین عمر	**اقول:** (میں کہتاہوں) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا طریقہ کار اس قسم کی حدیثوں کے رَد میں جو اس علم قطعی کی بناء پر جو ان کے نزدیک ثابت شدہ ہے یہ ہے کہ جس کی سند قرآن عظیم یا حضور کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے بالمشافہ سماع پر ہے مشہور ومعروف ہے کہ سماع وفہم میں راوی کی طرف سہو ووہم کی نسبت کرتی ہیں جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے

رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلّی اللہ تعالٰی علیہ و سلم ان المیت لیعذب ببعض بکاء اھلہ علیہ، یرحم اللہ عمر لاواللہ ماحدث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ یعذب المومن ببکاء اھلہ ولکن اللہ تعالٰی یزید الکافر عذابا ببکاء اھلہ علیہ وقالت حسبکم القراٰن "وَلَاتَزِرُوَازِرَةٌوِّزْرَاُخْرٰى" رواہ الشیخان[84] وقالت یغفر اللہ لابی عبدالرحمٰن ترید ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم فانہ ایضا روی الحدیث کابیہ اما انہ لم یکذب ولکنہ نسی انما مر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی یھودیۃ یبکی علیھا فقال انھم لیبکون علیھا وانھا لتعذب فی قبرھا[85] روياہ ایضا۔وفی لفظ اَمَ واللہ ماتحدّثون ھذا الحدیث عن الکاذبین ولکن السمع یخطی وان لکم

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ روایت فرمائی کہ آپ نے ارشاد فرمایا بعض دفعہ میت پر گھروالوں کے رونے سے اسے عذاب دیا جاتا ہے۔مائی صاحبہ نے فرمایا اللہ تعالٰی عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) پر رحم فرمائے خدا کی قسم ایسا ہر گز نہیں یہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نہیں کہ گھروالوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے بلکہ حدیث یوں ہے کہ اللہ تعالٰی کافر کے عذاب میں اضافہ فرمادیتا ہے جبکہ اس کے گھر والے اس پر روئیں۔چنانچہ مائی صاحبہ نے فرمایا اس بارے میں تمہیں قرآن مجید کافی ہے (چنانچہ ارشاد ربانی ہے) کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔بخاری ومسلم نے اسے روایت کیا ہے،اور ام المومنین نے ارشاد فرمایا اللہ تعالٰی ابو عبدالرحمٰن یعنی عبداللہ ابن عمر کو معاف کرے کہ انہوں نے بھی اپنے والد گرامی کی طرح حدیث روایت کردی۔سن لو انہوں نے جھوٹ نہیں کیا البتہ وہ بھول گئے (اصل واقعہ) یہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک مردہ یہودیہ کے پاس سے گزرے کہ جس پر رویا جارہا تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ اس پر گریہ وبکا کررہے ہیں مگر اس کو قبر میں عذاب دیا جارہا ہے۔بخاری ومسلم دونوں نے اس کو روایت

[84] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۷۲،صحیح مسلم کتاب الجنائز قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۰۳

[85] صحیح البخاری کتاب الجنائز ۱/ ۱۷۲و صحیح مسلم کتاب الجنائز ۱/ ۳۰۳

فی القراٰن مایشفیکم ان لاتزر وازرة وزراخرٰی ولکن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل لیزیدالکافر عذابا ببعض بکاء اھلہ علیہ رواہ الامام الطحاوی[86] وقالت فی حدیثھما ایضًا اعنی امیر المؤمنین وابنہ عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھم ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فی نتنی بدر والذی نفسی بیدہ ماانتم باسمع لما اقول منھم[87]، رویاہ ایضا انما قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھم لیعلمون الان ماکنت اقول لھم حق و قدقال اللہ تعالٰی "اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی" رواہ البخاری[88]

ولما بلغھا حدیث ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنہ ان

کیا ہے۔ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: سنو لو، خدا کی قسم یہ حدیث تم جھوٹوں سے نہیں روایت کرتے لیکن سننے میں بھی غلطی لگ جاتی ہے اور تمہارے لئے قرآن مجید میں تمہاری شفاء کے اسباب موجود ہیں کہ کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گی لیکن حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالٰی (مرنے والے) کافر کے عذاب کو اس کے بعض گھر والوں کے رونے کی وجہ سے بڑھادیتا ہے۔ امام طحاوی نے اسے روایت کیا ہے، ام المومنین نے ان دونوں کی حدیث کے متعلق ارشاد فرمایا (ان دونوں سے مراد امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں) حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بدبودار کفار مقتولین بدر کے متعلق ارشاد فرمایا اس پروردگار کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو کچھ میں ان سے فرمارہا ہوں تم ان سے زیادہ نہیں سنتے، نیز دونوں نے اس کو روایت فرمایا (یہاں بھی ام المومنین نے یہ ارشاد فرمایا) نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا۔ اب وہ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ حق ہے جو میں ان سے کہتا تھا۔ حالانکہ بلاشبہہ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا یقینا آپ مُردوں کو

---

[86] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراہۃ باب البکاء علی المیت الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۶

[87] صحیح البخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جھل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۵۶۶

[88] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۳

النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم قال ان الطیرة فی المرأة والدار والفرس فغضبت غضبا شدیدا وقالت والذی نزل القراٰن علٰی محمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ماقالها رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم انما قال اهل الجاهلیة کانوا یتطیرون من ذٰلك رواه الطحاوی[89] وابن جریر عن قتادة عن ابی حسان ورواه ایضا الحاکم والبیهقی وماذٰلك الا لان العلم عندها من النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم علی خلاف ذٰلك فقد قالت کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یبغض الطیرة ویکرهها رواه الامام الطحاوی[90] وروی ایضا انه قیل لعائشة ان اباهریرة یقول لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیرله من ان یمتلیئ شعرا فقالت یرحم اللہ اباهریرة حفظ اول الحدیث	نہیں سنا سکتے۔امام بخاری نے اس کو روایت کیا ہے۔(یونہی) جب ام المومنین کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی یہ حدیث پہنچی کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت، گھر اور گھوڑے میں نحوست ہے۔تو آپ بہت زیادہ غضبناک ہوئیں اور فرمایا: اس خدا بزرگ وبرتر کی قسم جس نے محمد کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر مقدس قرآن نازل فرمایا کہ حضور پاک نے اس طرح نہیں ارشاد فرمایا بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ دور جاہلیت والے ان چیزوں سے نحوست اور بدشگونی لیتے تھے۔امام طحاوی وابن جریر نے بواسطہ قتادہ بواسطہ ابوحسان اسے روایت کیا ہے نیز حاکم اور بیہقی نے اسے روایت کیا ہے۔رہا یہ کہ ام المومنین ایسا کیوں کرتی تھیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے انہیں جو یقینی علم حاصل تھا وہ مذکورہ روایتی الفاظ کے خلاف تھا۔بلاشبہہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم بدشگونی اور نحوست کے تصور کو مبغوض خیال فرماتے اور ناپسند کرتے تھے۔امام طحاوی نے اسے روایت فرمایا اور یہ بھی روایت فرمایا کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا گیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں تم میں سے کسی کے پیٹ کا پیپ سے بھر جانا بنسبت اشعار سے بھر جانے کے بہتر ہے،

[89] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی داء الطاعون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۹

[90] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی داء الطاعون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۸

ولم یحفظ اُخرہ ان المشرکین کانوا یھاجون رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لان یمتلیئ جوف احدکم قیحا خیرلہ من ان یمتلیئ شعرا من مھاجاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[91] اھ ذٰلك لانھا سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول ان من الشعر لحکمۃ[92] وسمعتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتمثل بشعر ابن رواحۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وربما قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا البیت ویأتیك بالاخبار من لم تزود روی الکل الطحاوی[93] کذٰلك قالت ھھنا لسماعھا منہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا عدوٰی فمن اعدی الاول والسبب فی ذٰلك ما اشرنا	تو ام المومنین نے یہاں بھی فرمایا اللہ تعالٰی ابوہریرہ پر رحم فرمائے کہ انہیں حدیث کا پہلا حصہ یاد رہا اور آخری حصہ محفوظ نہ رہا (اصل واقعہ یہ تھا) مشرکین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مذمت کیا کرتے اور آپ کے خلاف بدگوئی سے کام لیتے تھے تو اس بارے میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جاتا تو اس کے لئے بہتر تھا بنسبت حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی ہجو اور مذمت والے اشعار سے بھرنے کے اھ، اور یہ اس لئے فرمایا کہ ام المومنین نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے خود سنا تھا کہ آپ نے فرمایا بعض اشعار حکمت پر مبنی ہوتے ہیں یا حکمت والے ہوتے ہیں، اور یہ بھی سنا تھا کہ آپ ابن رواحہ کے اشعار پڑھا کرتے تھے (اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو) اور کبھی آپ نے یہ شعر بھی پڑھا ویأتیک بالاخبار من لم تزود یعنی تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جس کو تونے توشہ نہ دیا، سب کو امام طحاوی نے روایت کیا ہے، یہاں بھی اسی طرح مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے یہ سنا تھا کسی مرض میں تعدیہ اور تجاوز نہیں ورنہ پہلے مریض کو

[91] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراھۃ باب روایۃ الشعر الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۸

[92] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراھۃ باب روایۃ الشعر الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۹

[93] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراھۃ باب روایۃ الشعر الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۹

الیہ من ان اخبار الاحاد لاتعارض ماعندھا من القطعی فما وقع من العلامۃ ابی الفرج ابن الجوزی حیث ذکر فی حدیث الشوم فی ثلث،ان عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قد غلظت علی من روی ھذا الحدیث وقالت انما کان اھل الجاھلیۃ یقولون الطیرۃ فی المرأۃ والدار والدابۃ ثم قال وھذا رد لصریح خبر رواتہ ثقات الخ کما نقلہ الامام العینی فی عمدۃ القاری[94] منشؤۃ الغفلۃ عن النکتۃ التی ذکرتھا ثم قولہ وقالت انما کان اھل الجاھلیۃ یقولون الخ **اقول**: ماقالتہ بل رواتہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما ھو صریح نص روایۃ الطحاوی ومن ذکرنا جمیعا وای ثقۃ اوثق منھا رضی اللہ تعالٰی عنہا۔	کیسے اُڑ کر لگ گیا اور اس کا سبب وہی ہے جس کی طرف ہم اشارہ کرآئے ہیں کہ اخبار احاد اس علم قطعی کا تعارض نہیں کرسکتیں جو مائی صاحبہ کے پاس تھا علامہ ابوالفرج ابن جوزی سے (مائی صاحبہ کے متعلق) جو کچھ واقع ہوا اس کا منشاء اس نکتہ سے غفلت ہے جو مائی صاحبہ نے ذکر فرمایا (اس کی تفصیل یہ ہے) چنانچہ علامہ ابن جوزی نے ذکر فرمایا کہ حدیث میں تین چیزوں کی نحوست کا ذکر آیا ہے: عورت، گھر، چوپایہ۔ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس پر شدّت اختیار کی جس نے یہ روایت حدیث بیان کی، اور فرمایا کہ اہل جاہلیت یہ کہا کرتے تھے کہ عورت، گھر اور چوپائے میں نحوست ہوا کرتی ہے۔ پھر ابن جوزی نے کہا لیکن یہ تو اس حدیث کا صراحتًا رد ہے کہ جس کو ثقہ اور مستند راویوں نے روایت کیا ہے، جیسا کہ امام عینی نے اس کو نقل فرمایا ہے، پھر علامہ ابن جوزی کا یہ کہنا کہ مائی صاحبہ نے فرمایا اہل جاہلیت کہا کرتے تھے الخ **اقول**: (میں کہتا ہوں) مائی صاحبہ نے خود تو یہ نہیں فرمایا خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی جیسا کہ وہ روایت طحاوی اور ہمارے ذکر کردہ ان سب لوگوں کی صریح نص ہے۔ اور کون سا ثقہ مائی صاحبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے زیادہ ثقاہت رکھتا ہے۔ (ت)

دوم مجذوم وغیرہ سے بھاگنے کی حدیثیں منسوخ ہیں، احادیث نفی عدوٰی نے انہیں نسخ کردیا، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام قاضی عیاض سے منقول:

ذھب عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وجماعۃ من	حضرت عمر فاروق اور سلف کا ایک گروہ اس طرف

[94] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری بحوالہ ابن الجوزی کتاب الطب باب الطیرۃ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۷۳

السلف الی الاکل معه وان الامر باجتنابه منسوخ وممن قال بذٰلك عیسٰی بن دینار من المالکیة[95] اھ ورده الامام النووی بوجهین احدهما ان النسخ یشترط فیه تعذر الجمع بین الحدیثین ولم یتعذر بل قد جمعنا بینهما والثانی انه یشترط فیه معرفة التاریخ و لیس ذٰلك موجودا ھٰهنا [96] **اقول:** نص القاضی ان امیرالمومنین کان یراه منسوخا فانکان هذا عن روایة کما هو ظاهر اللفظ لم یرد علیه شیئ من الوجهین لان الامیرالمومنین لایقول به الاعن علم وبعده لامساغ للجمع وان امکن باسهل وجه نعم ان ذکره القاضی ظنا منه فالوجهان وجیهان اقول: وثالثهما مارویناه فی الحدیث الثانی والثلثین حیث جمع صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم کلا الکلامین فی نسق واحد فاین النسخ لاسیما	گئے ہیں کہ جذامی شخص کے ساتھ کھانا جائز ہے اور اس سے بچنے کا حکم منسوخ ہے۔اور جن لوگوں نے یہ کہا ان میں عیسٰی ابن دینار مالکی ہیں اھ لیکن امام نووی نے اسے دووجہوں سے رَد کیاہے،ایک وجہ یہ ہے کہ نسخ کے لئے شرط یہ ہے کہ دو حدیثیں جمع نہ ہوسکیں اور یہاں جمع میں کوئی دشواری نہیں بلکہ ہم نے دونوں حدیثوں کو جمع کردیاہے،دوسری وجہ یہ کہ نسخ میں شرط ہے کہ تاریخ معلوم ہو(تاکہ پہلی کو منسوخ اور دوسری کوناسخ قراردیں)اور یہاں یہ موجود نہیں **اقول:** (میں کہتاہوں)امام قاضی عیاض نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ امیرالمومنین حدیث مذکور کو منسوخ سمجھتے تھے۔اگریہ بات روایت ہے جیساکہ الفاظ سے ظاہر ہوتاہے توپھر دونوں وجہیں اس پر وارد نہیں ہوسکتیں اس لئے کہ امیرالمومنین بغیر علم کے ایسانہیں فرماسکتے۔اور نسخ کے بعد جمع کی گنجائش نہیں اگرچہ کسی زیادہ آسان وجہ سے ممکن ہو۔ہاں اگر قاضی عیاض نے یہ(دعوی نسخ)اپنے گمان سے ذکرکیاہوتو پھر دونوں وجہیں وجیہہ ہیں،اور ان دونوں کے علاوہ تیسری وجہ وہ جس کو ہم نے بتیسویں حدیث میں روایت کیاہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دونوں کلاموں کو ایک ترتیب (نسق واحد) میں جمع فرمایا پھر نسخ کہاں ہے،چنانچہ

[95] عمدة القاری شرح صحیح البخاری بحواله ابن الجوزی کتاب الطب باب الجذام ادارة الطباعة المنیریة بیروت ۲۱/ ۲۴۷

[96] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب السلام باب لاعدوٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۰

وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوی مقدم فیہ علی وفرمن الجذوم وماکان لصدر الکلام ان ینسخ اٰخرہ۔	خصوصًا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد "لاعدوٰی" "وفرمن الجذوم" سے مقدم ہے اور صدر کلام کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ وہ آخر کلام کو منسوخ کردے۔(ت)

سوم بھاگنے کاحکم اس لئے ہے کہ وہاں ٹھہریں گے تو ان پر نظر پڑے گی اور اس سے وہ مفاسد عُجب وتحقیر وایذا پیدا ہوں گے جن کاذکر گزرا۔ عمدۃ القاری میں ہے:

قال بعضھم الخبر صحیح وامرہ بالفرار منہ لنھیہ عن النظر الیہ [97] اھ مافی العینی **اقول:** ولایحتملہ الحدیث الخامس ونظراؤہ ممافیہ الامران یکونوا فیھم بفصل رمح اورمحین۔	بعض اہل علم نے فرمایا حدیث صحیح ہے اور جذامی آدمی سے دور بھاگنے کاحکم اس لئے دیاگیا کہ اس کی طرف دیکھنے کی ممانعت ہے۔ جو کچھ عینی میں ہے وہ پورا ہوگیا ہے **اقول:** (میں کہتاہوں) پانچویں حدیث اور اس کی امثال اس کا احتمال نہیں رکھتیں اس لئے کہ ان میں یہ امر ہے کہ ان جذامیوں سے ایک یا دو نیزے دور رہیں۔(ت)

چہارم: امر فرار اس لئے ہے کہ اس کی بدبو وغیرہ سے ایذا نہ پائیں۔ شرح صحیح مسلم للنووی میں ہے:

قیل النھی لیس للعدوٰی بل للتاذی بالرائحۃ الکریھۃ ونحوھا [98] اھ **اقول:** وھذا ظاھر البعدفافھم۔	کہا گیا کہ نہی تعدیہ مرض کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ ان کی بدبو وغیرہ سے ایذا نہ ہو اھ **اقول:** (میں کہتاہوں کہ) یہ بظاہر بعید ہے لہٰذا اس کو اچھی طرح سمجھ لیناچاہئے۔(ت)

پنجم: قول مشہور ومذہب جمہور ومشرب منصور کہ دوری وفرار کاحکم اس لئے ہے کہ اگر قرب واختلاط رہا اور معاذاللہ قضاوقدر سے کچھ مرض اسے بھی حادث ہوگیا تو ابلیس لعین اس کے دل میں وسوسہ ڈالے گا کہ دیکھ بیماری اُڑ کرلگ گئی۔ یہ اول تو ایک امر باطل کا اعتقاد ہوگا اسی قدر فساد کے لئے کیاکم تھا پھر متواتر حدیثوں میں سن کرکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صاف فرمایا ہے بیماری اُڑ کر نہیں لگتی، یہ وسوسہ دل میں جمنا سخت خطرناک وہائل ہوگا، لہٰذا ضعیف الیقین لوگوں کو اپنا دین بچانے کے لئے دوری

---

[97] عمدۃ القاری کتاب الطب باب الجذام ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۴۷

[98] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب السلام باب لاعدوٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۰

بہتر ہے، ہاں کامل الایمان وہ کرے جو صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کیا اور کس قدر مبالغہ کے ساتھ کیا اگر عیاذًا باللہ کچھ حادث ہوتا ان کے خواب میں بھی خیال نہ گزرتا کہ یہ عدوائے باطلہ سے پیدا ہوا ان کے دلوں میں کوہ گراں شکوہ سے زیادہ مستقر تھا کہ "لَنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ۚ"[99] (ہمیں ہر گز کچھ پہنچتا (یا پہنچ سکتا) سوائے اس کے جو اللہ تعالٰی نے ہمارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ت) بے تقدیر الٰہی کچھ نہ ہوسکے گا، اسی طرف اس قول و فعل حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ساتھ کھلایا اور کل ثقۃ باللہ وتوکلا علیہ (ایک جذامی سے آپ نے فرمایا) اللہ تعالٰی پر اعتماد اور بھروسا کرتے ہوئے (ہمارے ساتھ) کھایئے۔ت) فرمایا۔ امام اجل امین، امام الفقہاء وامام المحدثین، وامام اہل الجرح والتعدیل، وامام اہل التصحیح والتعلیل، حدیث وفقہ دونوں کے حاوی سیدنا امام ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار شریف میں دربارہ نفی عدوٰی احادیث سعد بن مالک وعلی مرتضٰی وعبداللہ بن عباس وابی ہریرہ وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمر وجابر بن عبداللہ وانس بن مالک وسائب بن یزید وابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہم روایت کرکے فرماتے ہیں:

فقد نفی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم العدوٰی وفی ھذہ الاثار وقد قال فمن اعدی الاول ای لما کان ما اصاب الاول انما کان بقدر اللہ عزوجل کان ما اصاب الثانی کذٰلک. فان قال قائل فنجعل ھذا مضادا لما روی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یورد ممرض علی مصح کما جعلہ ابوھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ **قلت** لا ولکن یجعل قولہ لاعدوی کما قال النبی صلی اللہ	بیشک حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان آثار میں (احادیث) تعدیہ مرض کی نفی فرمائی، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ پہلے مریض کو کیسے تعدیہ مرض ہوا بلکہ اللہ تعالٰی عزوجل کی تقدیر سے لاحق ہوا۔ اس لئے دوسرے کو بھی جو کچھ پہنچا اسی طرح پہنچا، اگر کوئی قائل یوں کہے کہ ہم اس کو اس حدیث کے متضاد قرار دیتے ہیں جو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی ہے کہ کوئی مریض کسی تندرست آدمی کے پاس نہ جائے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہی کہا ہے۔ **قلت** (میں کہتا ہوں کہ) ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ ان کے ارشاد لاعدوٰی کو لیتے ہیں جیسا کہ

[99] القرآن الکریم ۹/ ۵۱

تعالٰی علیہ وسلم نفی العدوی ان یکون ابدا ویجعل قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایورد ممرض علی مصح علی الخوف منہ ان یورد علیہ فیصیبہ بقدر اللہ تعالٰی مااصاب الاول فیقول الناس اعداہ الاول فکرہ ایراد المصح علی الممرض خوف ھذا القول،وقد روینا عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ھذہ الاٰثار ایضا وضعہ ید المجذوم فی القصعۃ فدل فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایضا علی نفی الاعداء لانہ لوکان الاعداء مما یجوزان یکون اذا لما فعل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مایخاف ذٰلك منہ لان فی ذٰلك جر التلف الیہ وقد نھی اللہ عزوجل عن ذٰلك فقال ولاتقتلوا انفسکم ومررسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھدف مائل فاسرع فاذا کان یسرع من الھدف المائل مخافۃ الموت فکیف یجوز علیہ ان یفعل مایخاف منہ الاعداء،فھذا معنی ھذہ الاٰثار عندنا واللہ تعالٰی اعلم[100] ملتقطا۔	حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو تعدیہ مرض کی ہمیشہ نفی ہوگی اور ہم حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد "کوئی مریض کسی تندرست پر نہ وارد ہو" کی بنیاد اس اندیشہ پر رکھتے ہیں کہ مریض کبھی کبھار صحت مند اور تندرست کے پاس جائے اور پھر تندرست کو تقدیر الٰہی سے وہی مرض لاحق ہوجائے جس میں مریض مبتلا ہوچکا ہو تو لوگ کہیں گے کہ پہلے کا مرض (بطور تجاوز) اس میں سرایت کرگیا ہے تو پھر اس کہنے کے اندیشہ سے کسی تندرست کا مریض کے پاس جانا یا اس کا الٹ ناپسند کیا گیا اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے ان آثار میں روایت کی کہ آپ نے خود جذامی کا ہاتھ پکڑ کر کھانے کے پیالے میں رکھا،اس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا اپنا مبارک عمل بھی تعدیہ مرض کی نفی کی دلیل ہے۔اگر تعدیہ مرض کسی طرح امکان رکھتا تو نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کبھی ایسا خطرناک کام (جذامی کو اپنے ساتھ کھانا کھلانے والا) نہ کرتے کیونکہ اس میں ایذا کو اپنی طرف کھینچ کرلانا ہے حالانکہ اللہ تعالٰی بزرگ وبرتر نے اس سے منع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے:(لوگو!) اپنے آپ کو قتل نہ کرو،رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک جھکے ہوئے (گرنے والے) ٹیلے کے پاس سے گزرے تو گزرنے میں جلدی سے کام لیا،جب آپ نے گرنے والے ٹیلے سے گزرتے ہوئے اس

[100] شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی داء الطاعون الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۷

	خطرے کے پیش نظر کہ کہیں اس کے گر پڑنے سے ہلاکت نہ ہوجائے آپ نے جلدی فرمائی، تو پھر آپ کے لئے کیسے روا ہے کہ آپ وہ کام کریں کہ جس سے تعدیہ مرض کا اندیشہ اور خطرہ رہے۔ پھر ہمارے نزدیک ان آثار کا یہ مفہوم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم ملتقطا۔ (ت)

عمدۃ القاری میں ہے:

التوفیق بین الحدیثین بماقالہ ابن بطال و ھو ان لاعدوی اعلام بانھا لاحقیقۃ لھاواما النھی فلئلا یتوھم المصح ان مرضھا من اجل ورود المرضی علیھا فیکون داخلا بتوھمہ ذٰلک فی تصحیح ماابطلہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من العدوٰی[101]۔	دونوں حدیثوں میں موافقت ابن بطال کے قول کے مطابق یہ ہے کہ لاعدوٰی کسی مرض میں تجاوز کے لئے نہیں بلکہ اس بات کا اعلان ہے کہ تعدیہ مرض کی کوئی حقیقت نہیں، رہا یہ کہ پھر ایسے مریضوں کے ساتھ میل جول سے کیوں روکا گیا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تندرست آدمی کو اگر مریض کے پاس آمدورفت کے دوران وہی مرض لگ گیا تو اس کے دل میں وہم پیدا ہوجائے گا کہ اسے یہ مرض مریض ہی سے لگا ہے اور پھر وہ اس وہم سے تعدیہ مرض کی صحت کا قائل ہوجائے گا کہ جس کا خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابطال فرمایا (ت)

ماثبت بالسنۃ میں جامع الاصول سے ہے:

یقال اعدی المرض اذا اصابہ مثلہ لمقارنتہ و مجاورتہ اومؤاکلتہ ومباشرتہ وقدابطلہ الاسلام[102]	کہاجاتا ہے اعدی المرض یعنی مرض تجاوز کرگیا جبکہ کسی مریض کے ساتھ میل جول اور اس کے ساتھ کھانے پینے اور مباشرت سے کسی تندرست آدمی کو اسی جیسا مرض لگ جائے (تو اس وقت یہ کہاجاتا ہے کہ مریض کا مرض اُڑ کر فلاں تندرست آدمی کو لاحق ہوگیا ہے) حالانکہ اسلام نے تعدیہ مرض کا ابطال کیا ہے۔ (ت)

اسی میں مشارق الانوار امام قاضی عیاض سے ہے:

العدوی ماکانت تعتقدہ الجاھلیۃ من تعدی داء ذی الداء الی من یجاورہ	تعدیہ مرض جس کا اعتقاد اہل جاہلیت رکھتے تھے کہ کسی مریض کا مرض اس شخص تک تجاوز کرجاتا

---

[101] عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب الطب باب لاھامۃ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۸۸

[102] ماثبت بالسنۃ مترجم ذکر شھر صفر ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لاہور ص ۵۲

ویلاصقه ممن لیس به داء فنفاہ الشرع وقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لاعدوی یحتمل النھی عن قول ذٰلك واعتقادہ و النفی لحقیقة ذٰلك کما قال صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لایعدی شیئ شیئا وقوله فمن اعدی الاول وکلاھما مفھوم من الشرع[103]۔	اور پہنچ جاتا ہے جو اس مریض سے قرب اور اتصال رکھے باوجودیکہ اس میں پہلے کوئی مرض نہ تھا پس شریعت نے اس اعتقاد کی نفی فرمائی ہے، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد لاعدوٰی یہ احتمال رکھتا ہے کہ اس کہنے اور اعتقاد رکھنے سے نہی ہو اور اس کی حقیقت کی نفی ہو۔ جیسا کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی چیز کسی دوسری چیز کی طرف تجاوز نہیں کرتی، اور آپ کا ارشاد گرامی ہے پھر پہلے مریض میں کیسے تعدیہ مرض پیدا ہوا۔ اور یہ دونوں باتیں شریعت سے سمجھی گئیں۔ (ت)

اُسی میں نزہۃ النظر للحافظ ابن حجر سے ہے:

الاولی فی الجمع ان یقال ان نفیه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم للعدوی باق علی عمومه وقد صح قوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لایعدی شیئ شیئا وقوله فمن اعدی الاول یعنی ان اللہ سبحٰنه وتعالٰی ابتدأ ذالك فی الثانی کما ابتدأہ فی الاول واما الامر بالفرار من المجذوم فمن باب سد الذرائع لئلا یتفق للشخص الذی یخالطه شیئ من ذٰلك بقدر اللہ تعالٰی ابتداء لابالعدوی المنفیة فیظن ان ذٰلك بسبب مخالطة فیعتقد صحة العدوی فیقع فی الحرج فامر بتجنبه حسما للمادة[104]، واللہ تعالٰی اعلم۔	دونوں حدیثوں کو جمع کرنے میں بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تعدیہ مرض کی نفی کرنا اپنے عموم پر باقی ہے اور بلاشبہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی صحیح ہے کہ کوئی چیز کسی دوسری چیز کی طرف تجاوز نہیں کرتی، اور آپ کا یہ ارشاد مبارک کہ پہلے میں کیسے مرض ہوا۔ اللہ تعالٰی پاک وبرتر نے ہی دوسرے مریض کو بھی مرض لاحق کیا جس طرح اس نے پہلے مریض کو لاحق کیا تھا۔ جہاں تک جذامی سے دور بھاگنے اور دور رہنے کے حکم کا تعلق ہے تو یہ ذرائع اور وسائل کو بند کرنے کے باب سے ہے، یعنی جو شخص تندرست حالت میں جذامی آدمی کے ساتھ اختلاط اور میل جول رکھے اور اتفاقاً اسے اللہ تعالٰی

[103] ماثبت بالسنة مترجم ذکر شھر صفر ادارہ نعیمیہ سواد اعظم لاہور ص ۵۲

[104] ماثبت بالسنة مترجم ذکر شھر صفر ادارہ نعیمیہ سواد اعظم لاہور ص ۸۴

	کی قضا وقدر سے وہی مرض لاحق ہوجائے تو وہ یہ کہنے لگے گا کہ یہ مرض اس مریض سے میل جول اور اختلاط کی وجہ سے پیدا ہوگیا ہے پھر وہ صحت تعدیہ کا اعتقاد رکھنے لگے گا اور حرج میں پڑجائے گا بایں وجہ اسے جذامی آدمی سے دور رہنے اور بچنے کا حکم دیا گیا تاکہ شکوک وشبہات پیدا ہی نہ ہونے پائیں اور مادہ ہی کٹ جائے، واللہ تعالٰی اعلم (ت)

شرح مصابیح امام تورپشتی وشرح مشکوٰۃ علامہ طیّبی ومرقاۃ علامہ قاری وشرح الموطا للعلامہ محمد الزرقانی وغیرہا میں ہے:

واللفظ للزرقانی الاکثر ان المراد نفی ذٰلك وابطاله کما دلّ علیه ظاهر الحدیث[105]۔	علامہ زرقانی کے الفاظ یہ ہیں اکثر کی رائے یہ ہے کہ اس نفی سے اس کا ابطال مراد ہے جیسا کہ اس پر ظاہر حدیث دلالت کرتی ہے (ت)

اشعۃ اللمعات شیخ محقق میں ہے:

اکثر برآنند کہ مراد نفی عدوٰی وابطال اوست مطلقًا چناچہ ظاہر احادیث درآن ست[106]۔	اکثر اہل علم اس نظریہ پر قائم ہیں کہ نفی تعدیہ سے اس کا مطلقًا ابطال مراد ہے جیسا کہ ظاہر احادیث اس پر دال ہیں (ت)

اسی میں ہے:

اعتقاد جاہلیت آں بود کہ بیمارے کہ در پہلوئے بیمارے نشیند یا ہمراہ وے بخورد سرایت کند بیماری او بوے گفتہ اند کہ بزعم اطبا ایں سرایت درہفت مرض است جذام وجرب وجدری وحصبہ وبخر و رمد وامراض وبائیہ پس شارع آنرا نفی کرد وابطال نمود یعنی سرایت نمی باشد بلکہ قادر مطلق ہمچناں کہ اورا بیمار کرد ایں را	اہل جاہلیت کا اعتقاد یہ تھا کہ اگر کوئی تندرست آدمی کسی بیمار کے پہلو میں بیٹھے یا اس کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو تو اس مریض کا مرض تندرست آدمی میں سرایت کرجاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اطبّاء کے خیال میں متعدی امراض سات ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) کوڑھ (۲) خارش (۳) چیچک (۴) خسرہ (۵) گندہ دہن ہونا (۶) آنکھوں کی بیماری (۷) وبائی امراض (یعنی

[105] شرح الزرقانی علی مؤطا امام مالك باب عیادۃ المریض والطیرۃ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۳۳۳

[106] اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ باب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۶۲۲

نیز کرد[107]۔	ہیضہ، طاعون وغیرہ) شارع نے ان سب کے تعدیہ کی نفی فرمائی اور اس کا ابطال کیا، پس شارع کی مراد یہ ہے کہ کسی مرض میں سرایت اور تجاوز نہیں (کہ ایک کا مرض بوجہ اختلاط دوسرے کو لگ جائے) بلکہ قادر مطلق نے جس طرح ایک کو بیمار کیا اسی طرح دوسرے کو بھی بیماری لاحق کردی۔(ت)

بالجملہ ان پانچوں اقوال پر عدوٰی باطل محض ہے یہی مذہب ہے حضرت افضل الاولیاء الاولین والآخرین سیدنا صدیق اکبر و حضرت سیدنا فاروق اعظم وحضرت سلمان فارسی وحضرت ام المومنین صدیقہ وحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجلہ صحابہ کرام کا، اور اسی کو اختیار فرمایا امام اجل طحاوی سید الحنفیہ وامام یحیٰی بن یحیٰی مالکی وامام عیسٰی بن دینار مالکی وامام ابن بطال ابوالحسن علی بن خلف مغربی مالکی وامام ابن حجر عسقلانی شافعی وعلامہ طاہر حنفی وشیخ محقق عبدالحق محدث حنفی وغیرہم جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے عمدۃ القاری میں طبری سے ہے:

کان ابن عمر وسلمان رضی اللہ تعالٰی عنهم یصنعان الطعام للمجذومین ویاکلان معهم وعن عائشة رضی اللہ تعالٰی عنها قالت کان مولی لنا اصابه ذٰلك الداء فکان یاکل فی صحافی ویشرب فی اقداحی وینام علٰی فراشی[108]۔	یعنی عبداللہ بن عمر و سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہم مجذومین کے لئے کھانا تیار فرماتے اور ان کے ساتھ کھاتے اور ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہوا کہ ہمارے ایک غلام آزاد شدہ کو یہ مرض ہوگیا تھا وہ میرے برتنوں میں کھاتا میرے پیالوں میں پیتا بچھونوں پر سوتا۔

زرقانی علی المؤطا میں زیر حدیث انه اذی (بیشک وہ ایذا ہے۔ت) فرمایا:

قال یحیی بن یحیی سمعت ان تفسیرہ فی رجل یکون به الجذام فلا ینبغی له ان ینزل علی الصحیح یؤذیه لانه وان کان لایعدی فالانفس تکرهه وقد قال	یحیٰی بن یحیٰی نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ اس کی تفسیر اس شخص کے بارے میں ہے جس کو مرض جذام ہو جائے تو اسے مناسب نہیں کہ کسی تندرست آدمی کے پاس آئے کہ اسے ایذا ہوگی اس لئے کہ اگرچہ تعدیہ مرض کا اعتقاد

[107] اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۶۲۰

[108] عمدۃ القاری شرح بخاری کتاب الطب باب الجذام ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۴۷

صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم انه اذی یعنی لاللعدوٰی [109]۔	نہ ہوتے ہوئے بھی نفوس پر ایسی تکلیف دہ حالت کو دیکھنا گراں گزرتا ہے اور بیشک حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایذا ہے یعنی اس کا سبب تعدیہ مرض نہیں۔(ت)

غرض مذہب یہ ہے اور وہ وجوہ تاویل میں اصح واجمع وجہ پنجم،

وھٰهنا ثلثة وجوہ اُخر لبعض العلماء **فالسادس** ان الجذام مستثنی من قوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لاعدوی ان لایعدی شیئ شیئا الاھذا وعزاہ فی اشعة اللمعات الی الکرمانی الشافعی صاحب الکوکب الدراری فی شرح صحیح البخاری اقول: لم یقله بل نقله ومارضیه بل مرضه فانما حکاہ بقیل کما نقل عنه فی مجمع البحار بل والشیخ نفسه فی ماثبت بالسنة فماھٰهنا سبق قلم ثم ھذا القیل لم یعرف له قائل ولم یمل الیه مائل ولایؤیدہ شیئ من الدلائل **والسابع** قال البغوی قیل ان الجذام ذورائحة تسقم من اطال صحبته ومؤاکلته اومضاجعته ولیس من العدوٰی بل	بعض علماء کے نزدیک یہاں تین اور وجوہ ہیں **چھٹی وجہ** حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد عالی لاعدوٰی سے مرض جذام مستثنٰی ہے یعنی اس مرض کے ماسوا کوئی شے کسی دوسری شَے کی طرف تجاوز نہیں کرتی، چنانچہ اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق نے علامہ کرمانی شافعی مصنف الکوکب الدراری شرح صحیح بخاری کی طرف اس کو منسوب کیا ہے **اقول**: (میں کہتا ہوں) اس نے یہ نہیں کہا بلکہ اس کو نقل کیا ہے لیکن وہ اس پر راضی نہیں ہوا بلکہ اس نے تو صیغہ تمریض یعنی صیغہ ضُعف سے اسے ذکر کیا اور لفظ قیل سے اس کی حکایت کی ہے جیسا کہ اس سے مجمع البحار میں نقل کیا گیا ہے بلکہ خود شیخ محقق نے ماثبت بالسنۃ میں اسے نقل کیا ہے لیکن یہاں ان سے سبقت قلم (بھول) ہو گئی پھر اس قیل کا قائل معلوم نہ ہو سکا اور کوئی میلان رکھنے والا اس کی طرف مائل نہ ہوا اور نہ کسی دلیل سے اس کی تائید کی۔**ساتویں وجہ** امام بغوی نے کہا: کہا گیا ہے کہ جذام بدبودار بیماری ہے جو کوئی ایسے بیمار سے طویل صحبت رکھے اس کے ساتھ

[109] شرح الزرقانی علی المؤطا لامام مالک باب عیادۃ المریض والطیرۃ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۳۳۴

من باب الطب کما یتضرر باکل مایعاف وشم مایکرہ والمقام فی مقام لایوافق ہواہ وکلہ باذن اللہ وماھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ نقلہ فی المجمع[110] و عزاہ فی الاشعۃ للامام النووی اقول: لعل ھذا ایضاً لذاك فان الذی رأیت فی منہاجہ تصویب الوجہ الثامن الاٰتی ولم یعرج علی ذکر ھذا فاللہ تعالٰی اعلم وظنی ان الذی فی نسختی الاشعۃ تصحیف من البغوی فان الذی نقلہ ترجمۃ کلام البغوی سواء بسواء غیران البغوی ایضاً لم یقل بہ وانما نقلہ بقیل ممرضاً ثم اقول: لاادری ماالتنافی بین بابی العدوٰی والطب فالطب قائل فی ھذا المرض بالعدوی کما	کھائے پئے اور لیٹے تو یہ بیماری اس کو بھی لاحق ہو جاتی ہے اور یہ عدوٰی میں سے نہیں بلکہ باب طب سے ہے جیسے گھن والی ناپسندیدہ چیز کھانے سے نقصان اور ضرر ہوتا ہے اور اسی طرح ناگوار چیز سونگھنے سے اور ناموافق ہوا والی جگہ (یعنی آلودگی والی فضا) میں ٹھہرنے سے ضرر ہوتا ہے (بس یہاں بھی یہی مراد ہے) اور در حقیقت یہ سب کچھ باذن الٰہی ہوتا ہے (چنانچہ) وہ اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اللہ تعالٰی کے اذن ومشیّت سے۔ چنانچہ مجمع البحار میں اس کو نقل کیا ہے اور شیخ محقق نے اشعۃ اللمعات میں اس کو امام نووی کی طرف منسوب کیا ہے **اقول:** (میں کہتا ہوں) شاید یہ بھی اسی طرح ہے کیونکہ میں نے جو کچھ امام نووی کی منہاج میں دیکھا ہے وہ آنے والی آٹھویں وجہ کی تصویب ہے اور اس کے ذکر پر اس نے عروج یعنی موافقت نہیں کی اور حقیقت حال کو اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ اشعۃ اللمعات کا جو نسخہ میرے پاس ہے میرا خیال ہے کہ اس میں بغوی کی عبارت میں تبدیلی ہو گئی ہے کیونکہ شیخ نے بغوی کے کلام کا ہو بہو ترجمہ نقل کیا ہے، اس کے باوجود بغوی نے بھی یہ نہیں کہا بلکہ اس نے کلمہ تمریض کے ساتھ اسے نقل کیا ہے۔ **ثم اقول:** (پھر میں کہتا ہوں) میں یہ نہیں جانتا کہ عدوٰی اور طب کے

[110] مجمع بحار الانوار تحت لفظ عدا مکتبہ دارالایمان مدینہ منورہ ۳/ ۵۴۴

نقل التورپشتی والطیبی والقاری والزرقانی والشیخ المحقق وغیرھم ان العدوی بزعم الطب فی سبع کما تقدم عن الشیخ ویستوی فی ذٰلك کونها الکیفیة فیه اوالخاصیة فان کلا الفصلین من مسائل الطب ولیس بها انما یعتقدون ان العدوی انما تکون اذا کانت لابسبب یعقل والقائلون الاعداء ولانظرلهم الی انه بالکیفیة اوبالخاصیة فمن قال بالاعداء ولولرائحة فقد قال بالعدوی۔ **والثامن** ان النفی اعداء المرض من دون اذن الله تعالٰی کمازعمه اهل الجاهلیة اما الاعداء عادة باذن الله تعالٰی فثابت ولذا امر بالفرار ونهی عن ایراد الممرض ولااعلمه اعنی اثبات العدوی العادیة ثابتا عن الصحابة رضی الله تعالٰی عنهم الامایفیده کلام الامام الطحاوی رحمه الله تعالٰی فیماتقدم من انکار ابی هریرة	باب میں کیا منافات اور تضاد ہے کیونکہ طب اس مرض میں تعدیہ کی قائل ہے جیسا کہ تورپشتی، طیّبی، ملا علی قاری، زرقانی اور شیخ محقق اور ان کے علاوہ دوسروں نے کہا ہے کہ اطبا کے خیال میں تعدیہ مرض سات قسم کی امراض میں ہوتا ہے جیسا کہ شیخ کے حوالہ سے پہلے مذکور ہوا۔ تعدیہ مرض خواہ کسی کیفیت سے ہو یا کسی خاصیت سے، **اس میں** دونوں برابر اور مساوی ہیں کیونکہ دونوں فصلیں طب کے مسائل میں سے ہیں، اور یوں نہیں کہ عدوٰی بغیر کسی معقول سبب کے ہوجائے اس لئے کہ جولوگ تعدیہ امراض کے قائل ہیں وہ تعدیہ پر اعتقاد رکھتے ہیں باوجودیکہ وہ اس پر نگاہ نہیں رکھتے کہ وہ کس کیفیت سے ہوا ہے یا کس خاصیت سے، لہٰذا جو شخص تجاوز مرض کا قائل ہو خواہ بدبوہی کے سبب سے کیوں نہ ہو وہ درحقیقت تعدیہ مرض کا قائل ہے۔ **آٹھویں وجہ** تعدیہ مرض کی نفی اس صورت میں ہے کہ اسے اللہ تعالٰی کے اذن اور ارادہ کے بغیر تسلیم کیاجائے جیسا کہ دور جاہلیت والوں کاخیال اور زعم تھا، لیکن اگر اللہ تعالٰی کے اذن اور ارادہ سے عادتًا ماناجائے (توپھر خلاف شریعت نہ ہونے کی وجہ سے) ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے بھاگنے کا حکم دیاگیا اور اس مرض کے مریض کو تندرست آدمی کے پاس جانے سے منع کیاگیاہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ عدوٰی عادیہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ثابت ہے۔ ہاں مگر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا گزشتہ کلام اس بات کو تقویت پہنچاتا ہے کہ

رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیث لاعدوی واقامتہ علی روایۃ لایوردن ان ذٰلك کان ظنہ التضاد بینھما. **اقول:** لیس لمثلی الکلام مع مثل الامام رحمہ اللہ لکن الذی یعرفہ قاصر مثلی ان انکار الروایۃ لاینحصر فی ظن التضاد بل نسی عنہ سمعہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فما وسعہ الا انکارہ حتی لوفرض مودی الحدیثین واحدا من کل جھۃ وانما الالفاظ غیر الالفاظ ونسی سماع احدھما وقیل لہ رویت ھذا الحدیث ھٰکذا لم یسعہ الا الاباء،نعم ھو مذھب الامام المطلبی محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال المناوی فی فیض القدیر(اتقوا المجذوم)ای اجتنبوا مخالطتہ فانہ یعدی المعاشر کما جزم بہ الشافعی فی موضع وحکاہ عن الاطباء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس حدیث لاعدوی کا انکار کیا تھا اور لایوردن والی حدیث کو اس کے مقابل پیش کیا تھا درحقیقت وہ اپنے گمان کے مطابق ان دونوں کے درمیان تضاد سمجھتے تھے، **اقول:** (میں کہتا ہوں کہ) مجھ جیسے ناقص شخص کے لئے امام رحمہ اللہ تعالٰی جیسی بلند پایہ شخصیت کے ساتھ ہمکلام ہونا زیب نہیں دیتا سوائے اس کے جو اسے پہچانتا ہے، مجھ جیسے تو اس کی معرفت سے قاصر ہیں البتہ کسی روایت سے انکار کرنا تضاد کے گمان پر منحصر نہیں بلکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس حدیث کا سماع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بھول گئے، اس لئے ان کے لئے سوائے انکار کے کوئی گنجائش نہ رہی لیکن اگر یہ فرض کرلیا جاتا کہ ہر جہت سے دونوں کا مفہوم (مودّی) ایک ہے البتہ دونوں کے الفاظ مغایر اور الگ الگ ہیں اور جبکہ وہ ایک کا سماع بھول گئے، چنانچہ ان سے کہا گیا آپ نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے تو انہیں سوائے انکار کے کوئی اور گنجائش نہ رہی۔ ہاں وہ امام مطلبی محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، چنانچہ علامہ مناوی نے فیض القدیر (شرح جامع صغیر) میں فرمایا حدیث "جذامی سے بچو اور پرہیز کرو" یعنی اس کے میل جول اور اختلاط سے اجتناب کرو، اس لئے میل ملاپ کرنے والے میں مرض سرایت کرتا ہے، جیسا کہ امام شافعی نے ایک جگہ اس پر اظہار یقین کیا

والمجربين فی اخر ونقله غيره من افاضل الاطباء [111] اه.**اقول:** وطريقته رضی الله تعالٰی عنه فی امثال المقام معروفة من الاعتماد علی التجارب حتی قال بالقيافة وجعلها حجة فی الاحکام الشرعية و حکاياته رضی الله تعالٰی عنه فيها مشهورة فی مقاصد السخاوی وغيرها ماثورة وتبعه عليه احد شيخی مذهبه الامام ابوزکريا النووی ومن قبله الامام ابو عمرو بن الصلاح ومن بعدهما الکرمانی والطيبی و کذا ابن الاثير فيما ذکر القاری وکذا السخاوی علی شبهته فی عبارة الموجودة فی نسختی المقاصد و وافقهم من علمائنا التورپشتی والقاری کما وافقنا من ائمتهم العسقلانی، واضطرب ظاهر کلام المناوی فقال تحت حديث اتقوا المجذوم	اور ایک دوسری جگہ اطباء اور تجربہ کار لوگوں سے اس کی حکایت بیان فرمائی، اور دیگر اہل علم نے طب کے فاضلوں سے اسے نقل کیا ہے اھ۔**اقول:** (میں کہتا ہوں) امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا طریقہ کار اور دستور اس نوع کے مقامات میں مشہور و معروف ہے کہ مختلف تجربوں پر اعتماد ہے یہاں تک کہ موصوف نے قیافہ شناسی اور اسے احکام شریعت میں حجت قرار دینے کا قول پیش کیا ہے اور اس سلسلے میں موصوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے واقعات وحکایات مشہور ہیں چنانچہ مقاصد حسنہ میں امام سخاوی اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی کتابوں میں منقول ہیں ان کے مذہب والوں میں سے ایک شیخ ابوزکریا نووی نے اس سلسلے میں ان کا اتباع کیا ہے اور ان سے پہلے امام ابوعمرو بن صلاح اور ان دونوں کے بعد کرمانی، طیبی اور اسی طرح ابن اثیر جیسا کہ ملا علی قاری نے ذکر فرمایا ہے اور اسی طرح امام سخاوی نے ذکر کیا مگر میرے پاس مقاصد حسنہ کا جو نسخہ ہے اس کی موجودہ عبارت میں کچھ اشتباہ پایا جاتا ہے اور ہمارے علماء میں سے ان کی موافقت تورپشتی اور ملا علی قاری نے کی جیسا کہ ان کے ائمہ میں سے ہماری موافقت علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمائی، بظاہر علامہ مناوی کا کلام مضطرب (ناقابل اعتماد) ہے چنانچہ اس حدیث "جذامی سے بچو" کے ذیل میں کہا

[111] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر حدیث ۱۴۱ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۳۷

ماقال قال ولا یناقضه خبر لاعدوی لانه نفی لاعتقاد الجاھلیة نسبة الفعل لغیراللہ تعالٰی[112] الخ وقال تحت حدیث کلم المجذوم ،لئلا یعرض لك جذام فتظن انه اعداك مع ان ذٰلك لایکون الا بتقدیر اللہ تعالٰی وھذا خطاب لمن ضعف یقینه ووقف نظرہ عند الاسباب[113] اھ ففی ھٰذا نوع میل الی ماعلیه الجمھور ووقع نحوہ لعلامة الزرقانی فی شرح المؤطا فی موضع واحد فقال تحت قوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لایحل الممرض علی المصح،فربما یصاب بذٰلك فیقول لوانی مااحللته لم یصبه والواقع انه لو لم یحله لاصابه لان اللہ تعالٰی قدرہ فنھی عنه لھذہ العلة التی لایؤمن غالبا من وقوعھا فی طبع الانسان وھو قوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فرمن المجذوم فرارك من	جو کچھ کہا، پھر فرمایا کہ یہ حدیث لاعدوٰی کے مناقض نہیں اس لئے کہ اس میں اعتقاد جاہلیت کی نفی ہے کیونکہ اس میں غیراللہ کی طرف فعل کی نسبت ہے الخ اور حدیث "کلّم المجذوم یعنی مجذوم کے ساتھ دور سے کلام کرو" کے ذیل میں فرمایا ایسا نہ ہو کہ کہیں تجھے مرض جذام لگ جائے اور تو یہ سمجھنے لگے کہ مریض کی بیماری اُڑ کر تمہیں لگ گئی حالانکہ تقدیر الٰہی کے بغیر اس طرح نہیں ہوسکتا۔اور یہ اس کو خطاب ہے جو یقین میں کمزور ہو،اور اس کی نظر صرف ظاہری اسباب پر ہی ٹھہرتی ہو اھ،اس میں جمہور کے مذہب کی طرف ایک طرح میلان پایا جاتا ہے،اور اسی نوع کا وقوع علامہ زرقانی سے شرح مؤطا میں ایک جگہ ہوا ہے چنانچہ علامہ موصوف نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد "کوئی مریض کسی تندرست آدمی کے پاس نہ جائے" اس لئے کہ اگر اسے مرض لگ جاتا ہے تو پھر وہ مریض یوں کہنے لگتا ہے کہ کاش میں اس کے ہاں نہ جاتا یا اس سے نہ ملتا تو مجھے یہ مرض نہ لگتا، حالانکہ فی الواقع اگر یہ مریض کے پاس نہ جاتا تب بھی اس کو یہ مرض لگ جاتا کیونکہ اللہ تعالٰی نے اس کے مقدر میں ایسا لکھ دیا تھا پس اس علت کی وجہ سے اسے روک دیا گیا کیونکہ طبیعت انسانی غالبًا اس کے وقوع سے لاپروا اور بے فکر نہیں

[112] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۱۴۱ دارالمعرفة بیروت ۱/ ۱۳۷

[113] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۶۳۸۰ دارالمعرفة بیروت ۵/ ۴۱

الاسد، وان کنا نعتقد وان الجذام لایعدی لکنا نجد فی انفسنا نفرۃ وکراھیۃ لمخالطتہ[114] اھ فھٰذا صریح فی وفاق الجمھور، ثم قال اما النھی عن ایراد الممرض فی باب اجتناب الاسباب التی خلقھا اللہ وجعلھا اسبابا للھلاك اوالاذی والعبد مامور اتقاء اسباب البلاء اذاکان فی عافیۃ منھا وفی حدیث مرسل عند ابی داؤد انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مر بحائط مائل فقال اخاف موت الفوات[115] اھ ففیہ میل ما الی القول الاٰخر بل کان جزما بہ لولا قولہ"او الاذی"ثم عاد فقال تحت قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذی ای یتاذی بہ لاانہ یعدی[116]

ہو سکتی۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد "جذامی سے تم اس طرح بھاگو جیسے بوقت خوف شیر سے بھاگتے ہو" کا یہی مفہوم ہے، اگرچہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مرض جذام متعدی نہیں ہوتا لیکن اپنے دلوں میں جذامی سے میل جول رکھنے سے نفرت اور کراہت پاتے ہیں اھ، اور یہ صراحۃً مذہب جمہور سے اتفاق ہے۔ پھر فرمایا لیکن مریض کے پاس جانے سے ممانعت کرنا ان اسباب سے بچنے کے باب سے ہے جنہیں اللہ تعالٰی نے پیدا فرمایا اور انہیں ہلاکت اور تباہی کے اسباب بنایا یا ممانعت ایذارسانی کے باعث ہے اور بندہ کو اسباب بلا سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ وہ ان سے بچ سکے، چنانچہ ابوداؤد کی ایک مرسل (بلاسند) روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک مائل بانہدام (جھکی ہوئی) دیوار کے قریب سے گزرے تو ارشاد فرمایا میں موت فوات سے ڈرتا ہوں اھ پس اس میں دوسرے قول کی طرف تھوڑا سا میلان ہے بلکہ اس پر اظہار یقین ہے بشرطیکہ اوالاذی کا قول متصل نہ ہوتا، پھر سابق کلام کی طرف رجوع کرتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد انہ اذی (وہ ایذا ہے) کے۔ ذیل میں فرمایا یعنی اذیت ہوگی (مریض اور تندرست کے لئے)

[114] شرح الزرقانی علی موطا امام مالك باب عیادۃ المریض والطیرۃ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۳۳۳

[115] شرح الزرقانی علی موطا امام مالك باب عیادۃ المریض والطیرۃ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۳۴۔۳۳۳

[116] شرح الزرقانی علی موطا امام مالك باب عیادۃ المریض والطیرۃ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۳۳۴

ثم نقل عن یحیی بن یحیی ماقدمناہ وقد اٰذناك ان المائلین الی ھذا القول کالتور پشتی والطیبی والقاری قداعترفوا جمیعا کنص الشیخ المحقق و الزرقانی ان ابطال العدوٰی راسا ھوالذی علیہ الاکثرون. **اقول:** وارجوان لاینکر علیہ بما قال الامام النووی فی شرح مسلم قال جمھور العلماء یجب الجمع بین ھٰذین الحدیثین وھما صحیحان قالوا وطریق الجمع ان حدیث لاعدوٰی المراد بہ نفی ماکانت علیہ الجاھلیۃ تزعمہ وتعتقدہ ان المرض و العاھۃ تعدی بطبعھا لایفعل اللہ تعالٰی واما حدیث لا یورد ممرض علی مصح. فارشد فیہ الی مجانبۃ مایحصل الضرر عندہ فی العادۃ بفعل اللہ تعالٰی وقدرہ قال فھذا الذی ذکرناہ من تصحیح الحدیثین والجمع بینھما ھو الصواب الذی علیہ جمھور العلماء ویتعین المصیر الیہ[117] اھ فقد یکون المعزوالی جمھور	نہ کہ مرض میں تجاوز ہے۔ پھرانہوں نے یحیٰی بن یحیٰی سے وہی نقل کیاجو ہم پہلے بیان کرآئے ہیں اور بلاشبہ ہم نے تمہیں آگاہ کردیا ہے کہ جولوگ اس قول کی طرف مائل ہیں جیسے تورپشتی، طیّبی اور ملاعلی قاری شیخ محقق اور زرقانی کی تصریح کی طرح وہ سب اس بات کے معترف ہیں کہ بالکلیہ تعدیہ مرض کے ابطال کا موقف زیادہ تر اہل علم رکھتے ہیں۔ **اقول:** (میں کہتاہوں) میں اُمیدرکھتاہوں کہ جو کچھ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں فرمایااس کاانکار نہیں کیاجائے گا (اور وہ یہ ہے) جمہور علماء نے فرمایاان دوحدیثوں کو جمع کرنا ضروری ہےاور وہ دونوں صحیح ہیں، جمہور فرماتے ہیں دونوں کو جمع کرنے کاطریقہ یہ ہے کہ حدیث "لاعدوٰی" سے اس چیز کی نفی مراد ہے کہ جس پر اہل جاہلیت قائم تھے چنانچہ وہ گمان اور اعتقاد رکھتے تھے کہ مرض اور آفت اپنی طبعی حالت سے تجاوز کرتے ہیں نہ کہ اللہ تعالٰی کی کارکردگی سے۔(رہی حدیث کہ) "مریض تندرست کے پاس نہ جائے" اس میں اس چیز سے بچنے کی راہنمائی فرمائی ہے کہ جس سے بطور عادت اللہ تعالٰی کے فضل اور قضاء وقدر سے ضرر حاصل ہوتا ہے۔امام نووی نے فرمایا یہ وہی ہے جس کو ہم نے بیان کیا ہے(یعنی) دوحدیثوں کی تصحیح اور ان دونوں کو جمع کرنا یہی وہ راہ صواب ہے کہ جس پر جمہور علماء قائم ہیں اوراس کی طرف رجوع کرنا متعین ہے اھ للذا جمہور علماء کی

[117] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب السلام باب لاعدوٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۰

العلماء وجوب الجمع وتصحیح الحدیثین لا خصوص ھذا الجمع وربما یشیر الیه انه بعد ذکر ھذا الجمع لم یقل ان ھذا الذی ذکرناہ ھو الصواب الذی علیه الجمھور بل فسر المذکور بقوله من تصحیح الحدیثین والجمع بینھما ولو اراد خصوص الجمع لم تکن حاجة الی التفسیر اصلا لکون الاشارة متصلة بذٰلك الجمع من دون فصل فضلا عن یفسرہ بالاعم وحینئذ یکون قوله ھذا احترازا عن الوجھین الاولین الذین قدمناھما ان احد الحدیثین غیر ثابت لومنسوخ فیکون مثل مانقل ھو فیما بعد عن الامام القاضی عیاض انه قال وقد ذھب عمر رضی الله تعالٰی عنه وغیرہ من السلف الی الاکل معه و راوا ان الامر باجتنابه منسوخ و الصحیح الذی قاله الاکثرون ویتعین المصیر الیه انه لانسخ بل یجب الجمع بین الحدیثین وحمل الامر باجتنابه والفرار منه علی الاستحباب و الاحتیاط لاللوجوب واما الاکل	طرف دو چیزیں منسوب ہیں ایک وجوب جمع اور دوسری چیز دوحدیثوں کی تصحیح نہ کہ اس جمع کا خصوص کبھی اس کی طرف اشارہ یہ چیز کرتی ہے کہ اس جمع کے ذکر کرنے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ جس کو ہم نے ذکر کیا ہے وہی صواب ہے کہ جس پر جمہور اہل علم قائم ہیں بلکہ مذکور کی اپنے قول "دو حدیثوں کی تصحیح اور انہیں جمع کرنے" سے تفسیر فرمائی۔ لہذا اگر خصوص جمع کا ارادہ کرتے تو اس تفسیر کی بالکل ضرورت اور حاجت نہ تھی اس لئے کہ اشارہ اس جمع سے پیوستہ یاوابستہ تھا نہ کہ الگ وجدا، چہ جائیکہ اس اعم سے اس کی تفسیر کرتے پھر اس صورت میں موصوف کا قول "ھذا" پہلی دو وجوہات سے جن کو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں، احتراز ہے، ایک یہ کہ دونوں حدیثوں میں سے ایک ثابت نہیں یا وہ منسوخ ہے پھر یہ کلام اسی جیسا ہوگا کہ جس کو اس کے بعد امام قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ اور دوسرے اسلاف مریض کے ساتھ کھانا کھانے کے جواز کی طرف گئے ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ "امر بالاجتناب" (ان سے الگ رہنے کا حکم) منسوخ ہے پس صحیح وہی ہے جو اکثر اہل علم نے فرمایا لہذا اس کی طرف رجوع متعین ہے کہ یہاں کوئی نسخ نہیں بلکہ دو حدیثوں کو جمع کرنا واجب (ضروری) ہے، لہذا ان سے الگ اور کنارہ کش رہنے کا امر اور ان سے بھاگنے کا حکم استحبابی اور احتیاطی ہے۔

معه ففعله لبیان الجواز[118] اھ، واذن یکون قوله قالوا وطریق الجمع الخ علی ماھو المتعارف بین العلماء من نقل اقوال جمع، بلفظة قالوا الا ان مرجعه جمهور العلماء کیلا یخالف نقل الاکثرین عن الاکثرین منهم التوربشتی والقاری انفسهما والله تعالٰی اعلم، ثم من الحجة لنا علیهم، اوّلًا ظاهرا الاحادیث المتواترة کما اعترفوا به ولامعدل عن ظاهر الابدلیل واین الدلیل وثانیًا ماقدمنا عن الامام الطحاوی ان لوکان ذٰلك من اسباب الهلاك العادیة لم یفعله النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم ولاالخلفاء الراشدون ولاامر بالاکل معهم تواضعا وایمانا فان مجانبته حینئذ مامور به شرعا لقوله تعالٰی "وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ"[119] وقوله تعالٰی "وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ ۚۖ"[120] وکان کالجدار المائل

وجوبی نہیں۔ رہا یہ کہ ان کے ساتھ کھانا پینا، تو ایسا کرنا بیان جواز کے لئے ہے اھ پھر تو موصوف کا قول قالوا وطریق الجمع الخ اس پر مبنی ہے کہ جو علماء کے درمیان متعارف ہے کہ وہ ایک جماعت کے اقوال کو لفظ قالوا سے نقل کرتے ہیں ہاں مگر اس کا مرجع جمہور علماء ہیں تاکہ اکثر کی نقل اکثر کے مخالف نہ ہو، ان میں خود تورپشتی اور ملا علی قاری شامل ہیں اور اللہ تعالٰی ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے۔ پھر ہماری دلیل ان کے خلاف متعدد وجوہ سے ہے اوّل متواتر حدیثوں کے ظاہر کی دلالت، جیسا کہ خود مخالفین کو اس بات کا اعتراف ہے، اور ظاہر ہے بغیر دلیل عدول نہیں ہوسکتا اور یہاں دلیل کہاں، دوم ہم امام طحاوی کے حوالہ سے پہلے نقل کرچکے ہیں اگر وہ "اختلاط مرض" ہلاکت عادیہ کے اسباب میں سے ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور خلفاء راشدین ہرگز ایسا نہ کرتے (اقدام اختلاط) اور نہ ان کے ساتھ (یعنی مریضوں کے ساتھ) بر بنائے تواضع اور ایمان کھانے پینے کا حکم فرماتے کیونکہ پھر تو ان سے علیحدگی اور کنارہ کشی شرعًا مامور بہ ہے اللہ تعالٰی کے اس ارشاد کی وجہ سے "اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو" یا "اپنے آپ کو

[118] شرح مسلم للنووی بحوالہ قاضی عیاض باب السلام باب لاعدوٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۳-۳۴

[119] القرآن الکریم ۴/ ۲۹

[120] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵

والسفینۃ المکسورۃ وقداعترف بہ ھٰؤلاء المثبتون للعدوی کما ستقف،**اقول:** ولیس من التوکل، المعارضۃ مع الاسباب والھجوم علی ماجرت العادۃ بافضائہ الی التباب ولایحل لاحد ان یلقی نفسہ من فوق جبل توکلا علی ربہ عزوجل وایقانا بانہ لایضرہ ان لم یشاء وقد حکی ان الشیطان سال ذٰلک سیدنا عیسٰی کلمۃ اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم فقال لااختبر ربی ونصوا بمانعۃ رکوب البحر عندھیجانہ وبہ ظھر الجواب عن حمل مثبتی العدوی حدیث کل ثقۃ باللہ وامثالہ علی التوکل ومتارکۃ الاسباب وقد ذکر من فعل الصدیق الاکبر والفاروق الاعظم ومبالغتھما فی ذٰلک مایرشدک انہ نص فی ردماذھبوا الیہ، ولنذکر ھٰھنا	مت قتل کرو" اور یہ گرنے والی دیوار اور ٹوٹی ہوئی کشتی کی طرح ہوگا، اور اثبات تعدیہ کرنے والے حضرات بھی اس کے قائل اور معترف ہیں جیسا کہ عنقریب آپ آگاہ اور واقف ہو جائیں گے، **اقول:** (میں کہتاہوں) یہ توکّل نہیں کہ اسباب کے ساتھ معارضہ (مقابلہ) کیاجائے۔ اور جو چیز تباہی وہلاکت تک لے جائے بے سوچے اس میں پڑجانا ہرگز جائز نہیں، نیز کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے آپ کو پہاڑ کے اُوپر سے گرائے، اللہ تعالٰی پر توکل کانام لیتے ہوئے اور اس یقین و بھروسے کے ساتھ کہ اگر اللہ تعالٰی نہ چاہے تو کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی ایسا کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ سیدنا حضرت عیسٰی کلمۃ اللہ علیہ وعلٰی نبینا الصلوٰۃ والسلام سے یہی سوال شیطان نے کیاتھا تو آپ نے جواب میں فرمایاکہ میں اپنے پروردگار کاامتحان نہیں کرتا اور اسے نہیں آزماتا۔ اہل علم نے صراحت فرمائی کہ سمندر میں جوش اور طوفان آنے کے وقت بحری سفر نہ کیاجائے، اس سے یہ بھی واضح ہوگیاکہ قائلین بالتعدیہ حدیث کل ثقۃً باللہ اور اس جیسی دوسری حدیثوں کو عمل توکل اور ترک اسباب پر محمول کرتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فعل سے یہ بیان کیا گیا اور اس باب میں ان دونوں کے مبالغہ کرنے میں تمہارے لئے ایسی راہنمائی ہے

کلام العلامۃ علی القاری علیہ رحمۃ الباری فانہ جمع ماأتی بہ المثبتون وزاد ونذکر فی خلالہ مافتح اللہ تعالٰی علینا من وجوہ اختلالہ قال رحمہ اللہ تعالٰی قد عــــہ اختلف العلماء فی التاویل فمنھم من یقول المراد منہ نفی ذٰلك وابطالہ علی مایدل علیہ ظاھر الحدیث وھم الاکثرون ومنھم من یری انہ لم یرد ابطالھا فقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمن المجذوم فرارك من الاسد[121] **اقول:** ارادۃ الابطال ھو الظاھر کما اقربہ وماذکر لایصلح صارفا لہ لما علمت من وجوہ التاویل، قال وقال صلی اللہ تعالٰی	جو ان لوگوں کے مذہب کے رَد کرنے کے لئے (واضح) نص ہے۔ ہمیں یہاں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا کلام ذکر کرنا چاہئے کیونکہ اہل اثبات جو کچھ لائے ہیں اس سب کو بمع اضافہ انہوں نے یکجا کیا ہے اور ان کی خلل پذیر وجوہات کے بارے میں جو اللہ تعالٰی نے ہم پر منکشف فرمائیں اس دوران ہم ان کا بھی ذکر کریں گے۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اہل علم کا اس مسئلہ کی تاویل میں اختلاف ہے ان میں بعض وہ ہیں جو فرماتے ہیں اس سے نفی اور اس کا ابطال مراد ہے اس بنا پر کہ ظاہر حدیث اس پر دلالت کرتی ہے، اور وہ اہل علم اکثر یعنی (کثیر تعداد میں ہیں اور کچھ دوسرے وہ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ بطلان (تعدیہ) مراد نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جذامی سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو"۔ اقول: (میں کہتا ہوں) ارادہ ابطال ہی ظاہر ہے جیسا کہ خود موصوف نے اس کا اقرار کیا اور جو کچھ (اس کے خلاف) ذکر کیا گیا وہ اس کے لئے دافع نہیں جیسا کہ وجوہ تاویل سے تمہیں معلوم ہو گیا، علامہ موصوف

عــــہ: ھذا کلہ کلام التورپشتی سوی مازاد من شرح المنحۃ ۱۲منہ	یہ سب تورپشتی کا کلام ہے ماسوائے اس چیز کے جو شرح المنحہ سے زائد کیا ہے ۱۲منہ (ت)

[121] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

علیه وسلم لایوردن ذوعاهة علی مصح[122] **اقول:** هذا اضعف وابعد بعد ماروینا عن المؤطا انه صلی الله تعالٰی علیه وسلم لما نفی العدوی ونهی عن ایراد الممرض قالوا وماذاك قال وانما اراد بذٰلك نفی ماکان یعتقده اصحاب الطبعیة فانهم کانوا یرون العلل المعدیة موثرة لامحالة. فاعلمهم ان لیس الامر علی مایتوهمون بل هو معلق بالمشیة ان شاء کان وان لم یشاء لم یکن[123]۔ **اقول:** کل شیئ کذٰلك و جمیع الاسباب متساویة الاقدام فی ذٰلك ولم یات الشرع بنفی الاسباب بل اثبتها وارشد الی نفی تاثیرها واعتقاد اصحاب الطبعیة فی العین لیس بادون من اعتقادهم فی العدوی ثمّ لم یات الشرع بنفیها بل قال العین حق. قال ویشیر الی هذا المعنی قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم "فمن اعدی الاول"	نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آفت ومصیبت والے کسی تندرست کے پاس نہ جائیں۔ **اقول:** (میں کہتاہوں) یہ زیادہ ضعف اور زیادہ بعید ہے بعد اس کے کہ ہم نے مؤطا کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جب تعدیہ مرض کی نفی فرمائی اور لوگوں کو مریض کے پاس جانے سے منع فرمایا تو لوگوں نے استفسار کیا کہ یہ کیوں۔۔۔۔۔۔ موصوف نے فرمایا کہ اس سے آپ کاارادہ نفی کرنے کا تھا جس کا ارباب طبعیت اعتقاد رکھتے ہیں کیونکہ وہ بلاشبہہ علل متعدیہ کو مؤثر سمجھتے تھے اس لئے آپ نے ان لوگوں کو اس بات پر آگاہ فرمایا کہ وہ معاملہ جس کا انہیں وہم ہے وہ اللہ تعالٰی کی مشیت سے معلق ہے اگر وہ چاہے تو مرض لاحق ہوگا نہ چاہے تو نہیں ہوگا **اقول:** (میں کہتاہوں) ہر شے اسی طرح ہے اور تمام اسباب اس میں متساوی اقدام ہیں اور شریعت نے اسباب کی نفی نہیں کی بلکہ انہیں ثابت کیاہے اور ان کی نفی تاثیر کی راہنمائی فرمائی ہے اور نظر بد میں اصحاب طبعیت کااعتقاد اس سے کم نہیں جتنا تعدیہ مرض میں ہے۔ اور شریعت نے اس کی نفی بھی نہیں فرمائی بلکہ فرمایا: نظر حق ہے۔ علامہ موصوف نے فرمایا اور اسی معنی کی طرف حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد فمن اعدی الاوّل

[122] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

[123] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

اى ان كنتم ترون ان السبب فى ذٰلك العدوى لا غيرفمن اعدى الاول. **اقول:** اوّلاً بون بيّن بين ان يعتقدوا العلل موثرة فى العدوى وان يعتقدوا العدوى هى الموثرة وحدها والثابت عنهم ذٰلك لاهذا وقد وقع مثل هذا للمناوى فى التيسير فقال هو من الاجوبة المسكتة اذ لو جلبت الادواء بعضها بعضاً لزم فقد الدواء الاول لفقد الجالب[124] اھ وانت تعلم انه غير لازم اصلا مالم يقولوا بالسبب عند سلب الجلب وليس هذا زعمهم ولالازم زعمهم و الرجيح الفصيح فى تفسير الحديث ماقدمت واليه جنح الامام الطحاوى كما علمت ذكره بلسان المتكلم الامام العينى فى شرح البخارى[125] فقال اى من اجرب البعير الاول يعنى ممن سرى اليه الجرب فان قلت من بعير اٰخر يلزم التسلسل	یعنی پہلے آدمی تک کس سے مرض پہنچا یعنی اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس میں سبب مرض تعدیہ ہے تو پہلے مریض تک کیسے تعدیہ ہوا، **اقول: اولاً** (میں اولاً کہتا ہوں) دونوں میں فرق ظاہر اور واضح ہے وہ یہ کہ تعدیہ میں علل کے مؤثر ہونے کا اعتقاد رکھیں اور صرف تعدیہ ہی کو مؤثر سمجھیں، پس ان سے پہلی شق ثابت ہے نہ کہ دوسری۔ اسی کی مثل علامہ مناوی سے تیسیر میں مذکور ہوا ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ یہ مسکت جوابات میں سے ہے اس لئے کہ اگر امراض میں ایک دوسرے سے کشید ہو تو پھر پہلے مریض کا مرض مفقود ہو جانا چاہئے اس لئے کہ اس کے لئے کوئی جالب نہیں اھ تم جانتے ہو کہ یہ قطعاً لازم نہیں آتا جب تک وہ سلب جلب کے علاوہ کسی سبب کا قول نہ کریں حالانکہ ان کا یہ خیال (زعم) نہیں اور نہ ان کے زعم سے یہ لازم آتا ہے لہٰذا صحیح، راجح قول وہی ہے جو میں نے پہلے بیان کر دیا ہے اور امام طحاوی اسی طرف مائل ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں، امام عینی نے شرح بخاری میں متکلم کی زبان میں ذکر کیا ہے، چنانچہ فرمایا یعنی پہلے اونٹ کو کس طرح خارش ہوئی، اگر تم کہو کہ دوسرے اونٹ سے، تو تسلسل لازم آئے گا، اگر تم کہو کہ کسی دوسرے سبب سے مرض منتقل ہوا تو اس کا بیان تمہارے

[124] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال الطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

[125] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث فمن اعدی الاول مکتبۃ الامام الشافعی الریاض ۲/ ۱۷۳

وان قلت بسبب اٰخر فعلیك بیانه وان قلت ان الذی فعله فی الاول ھوالذی فعله فی الثانی ثبت المدعی وھو ان الذی فعل فی الجمیع ذٰلك ھوالله الخالق القادر علی کل شیئ وھذا جواب من النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی غایة البلاغة والرشاقة[126] اھ اقول: کل کلامه صلی الله تعالٰی علیه وسلم کذٰلك کیف وقداوتی جوامع الکلم ولاحاجة فی تفسیر الی ماذکرتم من الشق الثانی فانه اذا اعترف انه لیس بالعدوی بل بسبب اٰخر فقد انقطع لثبوت ان للمرض سببا اٰخر فلیکن الثانی ایضا بذٰلك السبب فلم تثبت العدوی لعدم الدلیل علی الدعوی و **اقول:** ثانیا علٰی کل فای اشارة فی من اعدی الاول الی اثبات العدوی عادة لاتاثیرا۔قال وبین بقوله فرمن المجذوم وبقوله فرمن المجذوم وبقوله لایوردن ذوعاھة علی مصح ان	ذمّے ہے، اگر تم یہ کہو کہ جس نے پہلے کو مرض لگایا اسی نے دوسرے کو بھی مرض میں مبتلا کیا، تو پھر اس صورت میں ہمارا دعوٰی ثابت ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ جو سب میں یہ کچھ کرتا ہے وہی اللہ تعالٰی ہے جو خالق ہے ہر چیز پر قادر ہے۔ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے یہ جواب انتہائی درجہ بلیغ اور خوب صورت انداز میں سنا گیا اھ۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں) حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا ہر کلام اسی طرح فصیح و بلیغ اور جامع ہے، اور یہ کیونکر نہ ہو جبکہ آپ کو جوامع الکلم یعنی جامع کلمات سے نوازا گیا۔ اور تفسیر میں تمہاری بیان کردہ دوسری شق کی کوئی ضرورت اور حاجت نہیں کیونکہ جب اعتراف ہوگیا کہ یہ اثر عدوٰی سے نہیں بلکہ کسی دوسرے سبب سے ہے تو پھر بات ہی ختم ہو گئی اس ثبوت کی وجہ سے کہ مرض کا کوئی دوسرا سبب ہے تو پھر ہو سکتا ہے کہ دوسرے مریض کو بھی اسی سبب سے مرض لاحق ہوگیا ہو، نتیجہ یہ کہ اس صورت میں تعدیہ مرض (مجذومی) ثابت نہ ہوا کیونکہ اس دعوٰی پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ و**اقول:** ثانیًا (اور میں ثانیًا کہتا ہوں کہ) ہر تقدیر پر متن اعدی الاول میں کونسا اشارہ ہے کہ تعدیہ بطور تاثیر تو ثابت نہیں ہاں البتہ بطور

[126] عمدۃ القاری کتاب الطب باب لاہامۃ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۸۸

مدا ناۃ ذٰلک سبب العلۃ فلیتقہ اتقائہ من الجدار المائل والسفینۃ المعیوبۃ [127] **اقول:** فاذن کان یجب التباعد عنہ علی الخواص والعوام وینافیہ ماثبت من فعلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفعل الخلفاء الراشدین وحدیث کل مع صاحب البلاء . **قال** وقد رد الفرقۃ الاولی علی الثانیۃ فی استدلالھم بالحدیثین ان النھی فیھما انما جاء شفقا علی مباشرۃ احد الامرین فتصیبہ علۃ فی نفسہ اوعاھۃ فی ابلہ فیعتقد ان العدوٰی حق اھ قلت وقد اختارہ العسقلانی فی شرح النخبۃ وبسطنا الکلام معہ فی شرح الشرح ومجملہ انہ یرد علیہ اجتنابہ علیہ الصلوٰۃ والسلام عن المجذوم	عادت ثابت ہے۔علامہ موصوف نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے ارشاد "جذامی سے دور بھاگو" اور اپنے ارشاد "مصیبت بیماری والے کسی صحتمند تندرست آدمی کے پاس نہ جائیں" میں بیان فرمایا کہ اس کا قرب سبب مرض ہے لہذا اس سے اس طرح بچے جیسے گرنے والی دیوار اور ٹوٹ پھوٹی کشتی سے بچتا ہے **اقول:** (میں کہتا ہوں کہ) پھر تو اس سے عوام وخواص سب کو دور رہنا چاہئے حالانکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے فعل کے منافی اور خلاف ہے اور حدیث کل مع صاحب البلاء (صاحب مصیبت کے ساتھ کھانا کھاؤ) کے خلاف ہے۔علامہ موصوف نے فرمایا پہلے فرقہ نے دوسرے فرقہ پر دو حدیثوں کے حوالے سے ان کے استدلال کرنے پر رَد کیا ہے کہ دونوں میں نہی اس شفقت پر مبنی ہے کہ کہیں دو باتوں میں سے ایک سے مباشرت ہوجائے کہ وہ خود بیمار ہوجائے یا اس کے اونٹوں پر کوئی آفت آجائے پھر اس کا یہ اعتقاد ہوجائے کہ تعدیہ مرض حق ہے اھ چنانچہ ابن حجر عسقلانی نے اسے شرح النخبہ میں اختیار کیا ہے اور ہم نے شرح الشرح میں پوری تفصیل سے اس بارے میں کلام کیا ہے۔اس کا مجمل بیان یہ ہے کہ ان پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی

[127] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

عند ارادة المبايعة [128] **اقول**:قدمر فيه من الوجوه مايكفی ويشفی ولايثبت معها اجتنابه صلی الله تعالٰی وسلم عنه بالمعنی الذی رقم، علی انه صلی الله تعالٰی عليه وسلم ربما كان يتنزل من مرتبته ليستن به، قال مع ان منصب النبوة بعيد من ان يوردلحسم مادة ظن العدوٰی كلاما يكون مادة لظنها ايضا،فان الامر بالتجنب اظهر فی فتح مادة ظن ان العدوی لها تاثير بالطبع [129] **اقول**: اولا قدقدمنا فی تقرير كلام النفاة السراة مايرشدك الی الجواب الم تر ان النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم قد نفی العدوی جهارا واعلن به مرارا وقطع عرقه بقوله فمن اعدی الاول وقوله فمن اجرب الاول وقوله ذٰلكم القدر	علیہ وآلہ وسلم نے اس جذامی سے ارادہ بیعت کے وقت اجتناب فرمایا **اقول**: (میں کہتاہوں کہ) اس میں اتنی وجوہات بیان ہوئیں کہ جوکافی وشافی ہیں لہٰذا ان کی موجودگی میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کا اس جذامی سے اجتناب اس معنی میں ثابت نہیں جو تحریر کیاگیا،علاوہ ازیں یہ بات ملحوظ رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کبھی اپنے مقام رفیع سے تنزل فرما کر کوئی ایسا رویہ بھی اختیار فرماتے ہیں کہ اس سے آپ کی سنت قائم ہو اور اس کی اقتداء کی جائے۔علامہ موصوف نے فرمایا اس کے باوجود منصب نبوت سے بعید ہے کہ وہ ظن عدوٰی کے مادہ کو قطع کرنے کے لئے ایسا کلام فرمائیں جوخود ظن عدوٰی کے لئے مادہ بن جائے کیونکہ عدوٰی سے بچنے کاحکم دینا خود مادہ ظن کے انکشاف کو زیادہ کرتاہے کہ عدوٰی کے لئے طبعی تاثیر ہے **اقول**: (میں کہتاہوں) اوّلاً بیشک ہم نے نفی کرنے والے افتخار کرنے والے اکابرین کی تقریر کلام میں جوکچھ بیان کیاہے وہ تمہارے لئے جواب کی راہنمائی اور نشان دہی کرتاہے کیاتم نہیں دیکھتے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نفی عدوٰی برسرعام (کھلم کھلا) فرمائی اور متعدد بار اس کا اعلان فرمایا اور اپنے ان ارشادات سے اعدی الاول،فمن اجرب الاوّل،ذلکم القدر (یعنی پہلے

[128] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

[129] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

وقد بلغه تبليغا واضحا معروفا عند الكل حتى تواتر عنه صلى الله تعالٰى عليه وسلم وشاع وذاع ملأ الاسماع والبقاع فاىّ مثار لهذا الظن بعد كل هذا الشدد الشن بيدانه اذقد ازيدت هذه الوسوسة من قلوب المؤمنين بقيت خشية انهم لانتفاء هذا التوهم يخالطون المبتلين ولايتحامونهم وفيهم ضعفاء اليقين بل هم الاكثرون والشيطان يجرى من الانسان مجرى الدم وكان امر الله قدرا مقدورا فان اصاب احدا شيئ يلقى العدو فى قلبه ان هذا للعدوى فيفر هذا بدينه اشد مما كان يفر لولم يعلم ان النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم قدنفاها.فحملته رحمته صلى الله تعالٰى عليه وسلم من رؤف بالمومنين رحيم ان نهاهم عن المخالطة اذبدونها ان حدث	میں کیسے تعدیہ مرض ہوا، پہلے کو کس نے خارش لگائی، یہ تقدیر کی باتیں ہیں)اس کی جڑکاٹ دی اور اس کی ایسی تبلیغ فرمائی جو سب کے ہاں مشہور و معروف ہے یہاں تک کہ یہ مسئلہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے تواتر (تسلسل) کی حد تک پہنچ گیا ہے اور لوگوں میں پھیلا اور شائع ہوا، اس کی خوب اور بار بار سماعت ہوئی پھر اس شدت بندش کے بعد اس گمان کے لئے کون سی گنجائش باقی رہ جاتی ہے بغیر اس کے کہ جب اہل ایمان کے دلوں سے اس وسوسے کا ازالہ کردیا گیا تو یہ خدشہ باقی رہ گیا کہ وہ اس انتفائے وہم کے باعث مصیبت زدہ لوگوں سے اختلاط (میل جول) رکھنے لگیں گے اور ان سے احتراز نہ کریں گے حالانکہ ان میں ضعیف الاعتقاد لوگ کثرت سے ہیں (اور حال یہ ہے) شیطان انسانی جسم میں خون کی طرح چلتا ہے۔اللہ تعالٰی کا حکم ہو کر رہتا ہے لہٰذا اگر کسی کو کوئی مصیبت پہنچ گئی تو یہ دشمن (شیطان) اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالے گا کہ یہ سب کچھ متعدی اثرات کا نتیجہ ہے یعنی تعدیہ مرض اس کا سبب بنا تو یہ شخص اپنے دین سے زیادہ دور ہوجائے گا بنسبت مصیبت زدہ سے دور ہونے کے۔اگر اسے یہ علم نہ ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس عدوٰی کی نفی فرمائی ہے،اس لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو مومنوں کے لئے رؤوف اور رحیم ہیں کی رحمت اس سبب سے ہوئی کہ لوگوں کو مریضوں

شیئ والعیاذ باللہ تعالٰی لایحدث فساد اعتقاد و اذا کان الامر فی ھذا الباب کما وصفنا لك فھل کان لسد ھذا الباب طریق غیرھذا الطریق الانیق الذی سبلکه الحکیم الرحیم صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم و اذا کان الامر بالتجنب عندکم شفقا علی ابدانھم فما لکم لاتجیزونه شفقا علی ایمانھم علیك بالانصاب،**ثانیًا** یاسبحٰن اللہ من این جاء ظن التاثیر بالطبع الیس قد نھی الشارع عن اقتحام اسباب الھلاك واسرع صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم حین مر بھدف مائل فھل فیه فتح باب ظن انھا تؤثر بذاتھا. قال وعلٰی کل تقدیر فلادلالة اصلا علی نفی العدوی مبنیًا واللہ تعالٰی اعلم [130] **اقول: اوّلًا** ان لم یدل نفی الجنس والنکرۃ الداخلة فی خیرالنفی علی عموم النفی فماذا یدل بل لادلالة علی تخصیص النفی بکونھا بالطبع، واللہ تعالٰی اعلم، **وثانیا** لم یظھر لی

کے ساتھ اختلاط سے منع فرمایا کیونکہ اگر کوئی حادثہ ہوگیا تو فسادِ اعتقاد نہ ہو اور جب اس باب میں معاملہ یہ ہے جیسا کہ ہم نے تمہارے لئے بیان کردیا تو اس باب کو بند کرنے کے لئے کوئی اور پسندیدہ اور خوبصورت طریقہ ہے جو حکیم ورحیم نے وضع فرماکر لوگوں کے لئے پیش کیا ہو۔ جب تمہارے نزدیک الگ رہنے کا حکم شفقت علی الاجسام کی بدولت ہے تو پھر تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ لوگوں کے ایمان پر رحم کھاتے ہوئے اسے کیوں جائز نہیں قرار دیتے ہو، پس انصاف تمہارے ہاتھ ہے۔ **ثانیًا** اے اللہ پاک تاثیر طبعی کا گمان کہاں سے آگیا۔ کیا شارع نے اسباب ہلاکت میں گھسنے سے منع نہیں فرمایا، خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم ایک گرنے والی دیوار کے پاس سے جلدی گزرے تو کیا اس میں بابِ ظن کھلتا ہے کہ تعدیہ مرض بالذات موثر ہوتا ہے۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں) اولًا اگر نفی جنس اور نکرہ جو محل نفی میں داخل ہے (اگریہ دونوں) عموم نفی پر دلالت نہ کریں تو پھر عموم نفی پر کون سی چیز دلالت کرے گی، بلکہ عدوٰی طبعی کی نفی کی تخصیص پر کوئی دلالت نہیں، واللہ تعالٰی اعلم۔ **وثانیًا** علامہ موصوف کے اس قول

[130] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

معنی قولہ علی کل تقدیر فان علی تقدیر تعمیم النفی الدلالۃ علیہ فی غایۃ الظھور فلیتأمل. قال قال الشیخ التورپشتی واری القول الثانی اولی التاویلین لمافیہ من التوفیق بین الاحادیث الواردۃ فیہ [131] **اقول:** **اولا** التوفیق حاصل علی القول الاول ایضا کما بینا ولعلہ لھذا عدل الطیبی عن ھذا التعلیل الی قولہ اری القول الثانی اولٰی لما فیہ من التوفیق بین الاحادیث و الاصول الطبیۃ التی ورد الشرع باعتبارھا علی وجہ لا یناقض اصول التوحید[132] اھ. **اقول:** لاحاجۃ بنا الی تطبیق الشرع باصول الطب الفلسی بل نؤمن بالشرع ونجری نصوصہ علی ظواھرھا فان وافقھا الطب وغیرہ فذاك والارمینا المخالف بالجدار کائنا ماکان والحمدللہ رب العٰلمین	علامہ موصوف نے فرمایا بہر تقدیر عدوٰی کے سبب ہونے کی نفی پر اصلاً کوئی دلالت نہیں اور اللہ تعالٰی بخوبی سب کچھ جانتا ہے۔ "علی کل تقدیر" کے معنی مجھ پر ظاہر اور واضح نہیں ہوئے، کیونکہ تعمیم نفی کی تقدیر پر تو اس معنی میں بہت واضح اور جلی دلالت موجود ہے پس غور کرو، موصوف نے فرمایا شیخ تورپشتی نے کہا میں دوسرے قول کو دو تاویلوں میں سے زیادہ بہتر خیال کرتاہوں کیونکہ اس کو اختیار کرنے سے احادیث واردہ فی الباب میں موافقت اور مطابقت ہوجاتی ہے **اقول:** اوّلاً (میں اوّلاً کہتاہوں کہ) قول اول پر بھی دونوں میں موافقت موجود ہے جیساکہ ہم نے بیان کیا ہے اور شاید اسی وجہ سے علامہ طیّبی نے اس تعلیل سے اس قول کی طرف عدول فرمایا کہ میں دوسرے قول کو زیادہ بہتر خیال کرتاہوں کیونکہ اس میں احادیث واردہ اور قواعد طبیّہ میں موافقت اور مطابقت ہوجاتی ہے کیونکہ علم طب کے اصول وقواعد کا شریعت نے ایسی وجہ پر اعتبار کیاہے کہ وہ اصول توحید کے مناقض اور خلاف نہ ہوں اھ **اقول:** (میں کہتاہوں) شریعت اور طب فلسفی کے اصول وقواعد میں ہمیں مطابقت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ہم شریعت پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے نصوص کو ظاہر پر جاری کرتے ہیں پس اگر طب وغیرہ شرعی اصولوں کی موافقت کرے تو ٹھیک ہے

[131] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

[132] شرح الطیبی لمشکوٰۃ المصابیح کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول ادارۃ القرآن کراچی ۸/ ۳۱۴

و اقول: **ثانیا** بل التوفیق علی القول الاول اظہر وازہر فان منصب النبوۃ اجل من ان یبالغ فی نفی امر حق ھٰذہ المبالغۃ ولایرشد الٰی اثباتہ الابامر محتمل غیر بین و**ثالثا** بل حق التوفیق منحصر فیما اختارہ الجمہور لانہ لیس فیہ صرف شیئ من الاحادیث عن الظاہر و ارتکاب تخصیص من دون ملجیئ ظاہر .قال ثم لان القول الاول یفضی الی تعطیل الاصول الطبیۃ ولم یرد الشرع بتعطیلہا بل ورد باثباتہا والعبرۃ بہا علی الوجہ الذی ذکرناہ[133] **اقول:** لانسلم ان الشرع سلم الطب بتفاصیلہا و الافاضل الثلثۃ التورپشتی والطیبی والقاری ہم الناقلون کغیرہم ان الاطباء یعتقدون الاعداء فی الطاعون والوباء فلوصدقہم الشرع	ورنہ مخالف چیز خواہ کوئی بھی ہو اسے پھینک دیں گے،اور تمام خوبیاں خدا کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اقول: **ثانیًا** (میں دوبارہ کہتاہوں) بلکہ قول اوّل پر موافقت و مطابقت زیادہ ظاہر اور روشن ہے اس لئے کہ مقام نبوت اس سے کہیں زیادہ عظیم و جلیل ہے کہ کسی امر حق کی نفی میں وہ اس قدر مبالغہ آمیزی کرے جبکہ اس کے اثبات میں صرف ایسے امر سے راہنمائی ہو سکتی ہو جو محتمل غیر واضح ہے۔ **وثالثًا** (تیسری بات) بلکہ حق توفیق اس میں منحصر ہے کہ جس کو جمہور اہل علم نے اختیار فرمایا کیونکہ اس میں احادیث کو اپنے ظاہری مفہوم سے پھیرنا نہیں پڑتا اور اضطرار ظاہری کے بغیر ارتکاب تخصیص نہیں کرنا پڑتا۔علامہ موصوف نے فرمایا اس لئے کہ قول اول اصول طبیہ کے معطل کردینے تک پہنچا دیتاہے حالانکہ شریعت میں ان کا تعطل وارد نہیں بلکہ ان کا اثبات وارد ہے ان کا اعتبار اس طریقے پر ہو سکتاہے جس کو ہم نے بیان کردیاہے **اقول:** (میں کہتاہوں) ہم یہ نہیں مانتے کہ شریعت نے علم طب کی تمام تفصیلات کو تسلیم کیاہے تین فضلاء تورپشتی طیبی اور ملا علی قاری تو دوسروں کی طرح ناقل ہیں کہ اطباء طاعون اور وبا میں تعدیہ کا اعتقاد رکھتے ہیں اگر شریعت اس بارے میں ان کی تصدیق کرتی تو پھر جہاں

[133] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

في ذلك لم يامر بالثبات وعدم الخروج من حيث وقع لكونه اذ ذاك القاء بالايدي الى التهلكة ولم يجعل الفار منه كالفار من الزحف بل كان كالفار من جدار يريد ان ينقض مع ان هذا الامر متواتر عنه صلى الله تعالٰى عليه وسلم وقد وعد عليه الاجر العظيم فعلم ان مزعومهم هذا باطل عند الشرع وانما نهى عن الدخول عليه كما امر بالفرار من المجذوم لانه عسى ان يدخل فيبتلى بالقدر فيقول أُعديت اويقول لولا الدخول لما ابتليت ومثل"لو"هذه تفتح عمل الشيطان والعياذبالله تعالٰى،قال ويدل على صحة ماذكرنا قوله صلى الله تعالٰى عليه وسلم قد بايعناك فارجع وقوله صلى الله تعالٰى عليه وسلم كل ثقة بالله ولاسبيل الى التوفيق بين هٰذين الحديثين الامن هذاالوجه،بين بالاول التوق من اسباب التلف،وبالثاني التوكل على الله جل جلاله

طاعون واقع ہو جائے، وہاں لوگوں کو ٹھہرنے اور کہیں باہر نہ جانے کا حکم نہ دیتی کیونکہ پھر تو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہوتا، اور طاعون سے بھاگنے والے کو جنگ سے بھاگنے والے کی طرح قرار نہ دیتی بلکہ وہ گرنے والی دیوار کے پاس سے بعجلت گزرنے کی طرح ہوتا باوجودیکہ یہ حکم آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متواتر منقول ہے اور اس پر اجر عظیم کا وعدہ فرمایا گیا ہے، پس معلوم ہوا کہ شریعت میں ان کا یہ خیال باطل ہے لہذا جہاں طاعون پھوٹ پڑے وہاں اسی طرح جانا منع ہے جس طرح جذامی کے پاس جانا ممنوع ہے اور اس سے بھاگنے کا حکم ہے اس لئے کہ اگر وہاں جانے کی صورت میں بقضاء وقدر مبتلائے مصیبت ہوگیا تو کہنے لگے گا کہ مجھ پر تعدیہ مرض ہوگیا یا یوں کہنے لگے گا کہ اگر وہاں نہ جاتا تو مبتلائے مرض نہ ہوتا، اور یہ حرفِ "لو" شیطانی عمل کا دروازہ کھولتا ہے، اللہ تعالٰی کی پناہ۔ علامہ موصوف نے فرمایا اس کی صحت پر جو کچھ ہم نے بیان کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے کہ لوٹ جاؤ ہم نے تمہیں (زبانی) بیعت کرلیا ہے، اور آپ کا یہ ارشاد "اللہ تعالٰی پر بھروسہ کرتے ہوئے (میرے ساتھ) کھاؤ" پس ان دو حدیثوں میں موافقت کی اس طریقہ کے سوا اور کوئی صورت نہیں (اور وہ یہ ہے کہ) پہلی حدیث میں اسباب ہلاکت سے بچنے کی تلقین

ولاالٰہ غیرہ فی متارکۃ الاسباب وھو حالہ ^عـــہ^ اھ(ای کلام التورپشتی قال القاری)ھو جمع حسن فی غایۃ التحقیق واللہ ولی التوفیق[134] **اقول:** رحمك اللہ لقد حجرت واسعا فقد بان وظھر جمع صاف شاف لمع وزھر وقدمنا وجوہ ترجیحہ وماذکر من الجمع ففیہ مافیہ کما اسلفنا، فان التوقی من	فرمائی گئی اور دوسری میں اسباب کو چھوڑ کر محض اللہ تعالٰی پر بھروسہ اور توکل کرنے کا طریقہ سکھایا گیا ہے وہ اللہ تعالٰی کہ جس کی بزرگی بہت بڑی ہے اور اس کے بغیر کوئی اور معبود برحق نہیں، اور وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ایک خصوصی حال ہے اھ یعنی تورپشتی کا کلام مکمل ہوگیا۔ ملا علی قاری نے فرمایا وہ ایک خوبصورت انتہائی تحقیقی کام جمع ہے اور اللہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے اقول: (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی تم پر رحم فرمائے تم نے تو کشادہ کو تنگ کر ڈالا اور اس میں رکاوٹ ڈال دی بلاشبہہ ایسی جمع ظاہر اور واضح ہے جو صاف، شفاف، روشن اور چمکدار ہے اور ہم نے پہلے ہی اس کی وجوہ ترجیح بیان کر دی ہیں،

عـــہ: کذا فی نسختی المرقاۃ وعلیہ فالضمیر لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اما کلام التورپشتی فھکذا بعد قولہ متارکۃ الاسباب یثبت بالاول التعرض للاسباب وھو سنۃ وبالثانی ترك الاسباب وھو حالۃ اھ فالحالۃ بتاء التانیث لا بھاء الضمیر ۱۲ منہ۔	میرے پاس جو مرقاۃ کا نسخہ ہے اس میں عبارت اسی طرح درج ہے پس اس کی بنا پر حالہ کی ضمیر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف لوٹتی ہے، رہا تورپشتی کا کلام تو وہ اس کے قول متارکۃ الاسباب کے بعد اس طرح ہے۔۔۔۔۔۔ پس حدیث اول سے اسباب کا استعمال ثابت ہوا اور وہ سنت ہے جبکہ دوسری حدیث سے ترک اسباب کا ثبوت ملا اور وہ ایک حالت ہے اھ، پس لفظ حالۃ صرف "تا" تانیث کے ساتھ ہے نہ کہ "ہ" ضمیر کے ساتھ ۱۲ منہ۔ (ت)

[134] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۳

اسباب التلف واجب على الناس جمیعا لایستثنٰی من الخواص ولیس التوکل ترك الاسباب ولامضادۃ الحکمۃ ولاالاجتراء علیها بل اخراج الاسباب عن القلب مع تعاطی النافع وتحاصی الضار وقصر النظر علی المسبب جل وعلا قیدها وتوکل علی الله. ثم قال القاری تحت قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم وفرّ من المجذوم وقد تقدم ان هذا رخصة للضعفاء وترکه جائز للاقویاء بناء علی ان الجذام من الامراض المعدیة[135] الخ **اقول:** ای کلمات النافین والمثبتین جمیعا مطبقة علی ان الامر بالتوقی لضعفاء الیقین و حدیث کل ثقة بالله وکل مع صاحب البلاء و امثالهما للکاملین صرح به ایضا فی المقاصد الحسنة و التیسیر وغیرهما وهذا ایضا من اول دلیل علی صحة	رہی وہ جمع جس کا یہاں ذکر کیا گیا تو اس میں وہ کچھ ہے جو ہے جیسا کہ ہم نے بیان کردیا کیونکہ اسباب ہلاکت سے بچنا سب لوگوں پر واجب ہے لہٰذا اس سے خواص مستثنٰی نہیں اور توکل ترک اسباب اور ان پر جرأت کرنا نہیں اور نہ وہ حکمت کے خلاف ہے بلکہ اسباب کو دل سے نکال دینا اور فائدہ بخش چیز کو لینا اور ضرررساں امور سے بچنا اور نگاہ کو صرف اللہ تعالٰی جل وعلا (جو مسبّب الاسباب ہے) پر روک رکھنا اس کی قیود کو ملحوظ رکھنا توکل علی اللہ ہے پھر ملا علی قاری نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد گرامی "مجذوم سے بھاگو" کے ذیل میں فرمایا بلاشبہہ پہلے گزرچکا ہے کہ یہ کمزوروں کے لئے رخصت ہے جبکہ قوی حضرات کے لئے اس کا چھوڑنا جائز ہے اس بنا پر کہ مرض جذام متعدی امراض میں سے ہے الخ **اقول:** (میں کہتا ہوں) نفی اور اثبات کرنے والوں کے کلمات اس پر متفق ہیں کہ بچنے اور پرہیز کرنے کا حکم ضعیف الاعتقاد لوگوں کے لئے ہے اور حدیث "اللہ تعالٰی پر اعتماد و بھروسہ رکھتے ہوئے کھاؤ" اور "صاحب مصیبت کے ساتھ کھاؤ پیو" ان دو حدیثوں اور ان جیسی دیگر حدیثوں کا بیان کاملین کے لئے ہے۔ چنانچہ مقاصد حسنہ، تیسیر اور ان دو کے علاوہ دیگر کتب میں اس بات کی تصریح کردی گئی ہے اور یہ بھی نفی کرنے

[135] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی باب الفال والطیرۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۳۴۵

قول النفاۃ فان الاسباب العادیۃ یستوی فیھا الاقویاء والضعفاء فلایلتئم ھذا علی قول المثبتین اما علی قول النفاۃ واضح انہ لاعدوی حقیقۃ وانما الخشیۃ ان یتوھمھا من ابتلی بقدروھذا لایخشی منہ علی الذین اٰمنوا وعلی ربھم یتوکّلون جعلنا اللہ تعالٰی منھم بفضل رحمتہ بھم اٰمین!	والوں کے قول کی صحت پر پہلی دلیل ہے کیونکہ عادی اسباب میں قوی اور ضعیف برابر اور مساوی ہوتے ہیں لہٰذا اثبات کرنے والوں کے قول سے یہ موافقت اور مطابقت واضح ہے کیونکہ ان کے نزدیک تو درحقیقت کسی مرض میں تعدیہ ہے ہی نہیں، ہاں البتہ اس بات کا خطرہ واندیشہ رکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تقدیر الٰہی کی بناپر مرض میں مبتلا ہوجائے تو اسے تعدیہ کا وہم ہوجائے گا۔ (رہا ان حضرات کا معاملہ) جو سچے مومن اور اپنے پروردگار پر کامل یقین و بھروسہ رکھتے ہیں تو ان سے اس قسم کا خوف اور خدشہ نہیں۔ اللہ تعالٰی اپنے فضل ورحمت سے جو ان پر ہے ہمیں بھی نوازے اور ان لوگوں میں شامل فرمائے، آمین! (ت)

بالجملہ مذہب معتمد و صحیح ورجیح و نجیح یہ ہے کہ جذام، کھجلی، چیچک، طاعون وغیرہا اصلاً کوئی بیماری ایک کی دوسرے کو ہرگز ہرگز اُڑ کر نہیں لگتی، یہ محض اوہام بے اصل ہیں کوئی وہم پکائے جائے تو کبھی اصل بھی ہوجاتا ہے کہ ارشاد ہوا ہے: انا عند ظن عبدی بی[136] (میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس کے پاس ہوتا ہوں۔ت) وہ اس دوسرے کی بیماری اسے نہ لگی بلکہ خود اسی کی باطنی بیماری کہ وہم پروردہ تھی صورت پکڑ کر ظاہر ہوگئی۔ فیض القدیر میں ہے:

بل الوھم وحدہ من اکبر اسباب الاصابۃ[137]۔	بلکہ اکیلا وہم، اسباب رسائی میں سے سب سے بڑا سبب ہے۔ (ت)

اس لئے اور نیز کراہت واذیت وخود بینی و تحقیر مجذوم سے بچنے کے واسطے اور نیز اس دور اندیشی سے کہ مبادا اسے کچھ پیدا ہو اور ابلیس لعین وسوسہ ڈالے کہ دیکھ بیماری اُڑ کر لگ گئی اور اب معاذاللہ اس امر کی حقانیت اس کے خطرہ میں گزرے گی جسے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باطل فرماچکے یہ اس مرض سے بھی بدتر مرض ہوگا ان وجوہ سے شرع حکیم ورحیم نے ضعیف الیقین لوگوں کو حکم استحبابی دیا ہے کہ اس سے دور رہیں۔

[136] مسند امام احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۱۵

[137] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۱۴۱ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۳۷

اور کامل ایمان بندگان خدا کے لئے کچھ حرج نہیں کہ وہ ان سب مفاسد سے پاک ہیں۔ خوب سمجھ لیا جائے کہ دور ہونے کا حکم ان حکمتوں کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ معاذاللہ بیماری اُڑ کر لگ جائے گی، اسے تو اللہ ورسول رَد فرما چکے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں) پھر ازانجا کہ یہ حکم ایک احتیاطی استحبابی ہے واجب نہیں، کما قدمنا عن النووی عن القاضی عن جمہور العلماء (جیسا کہ امام نووی بواسطہ قاضی عیاض ہم جمہور علماء کا قول پہلے بیان کرآئے ہیں۔ت) ہر گز کسی واجب شرعی کا معارضہ نہ کرے گا مثلاً معاذاللہ جسے یہ عارضہ ہو اس کے اولاد واقارب وزوجہ سب اس احتیاط کے باعث اس سے دور بھاگیں اور اسے تنہا وضائع چھوڑدیں یہ ہرگز حلال نہیں بلکہ زوجہ ہرگز اسے ہمبستری سے بھی منع نہیں کرسکتی، ولہذا ہمارے شیخین مذہب امام اعظم وامام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نزدیک جذام شوہر سے عورت کو درخواست فسخ نکاح کا اختیار نہیں، اور خداترس بندے تو ہر بیکس بے یار کی اعانت اپنے ذمہ لازم سمجھتے ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ اللہ فی من لیس لہ الا اللہ۔ رواہ ابن عدی[138] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	اللہ سے ڈرو اس کے بارے میں جس کا کوئی نہیں سوا اللہ کے۔ (محدث ابن عدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ت)

لاجرم امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

اما الثانی (ای قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرّ من المجذوم) فظاھرہ غیر مراد للاتفاق علی اباحۃ القرب منہ ویثاب بخدمتہ وتمریضہ وعلی القیام بمصالحہ[139]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ واذ خرجت المقالۃ فی صورۃ رسالۃ ناسب ان نسمھا الحق المجتلٰی	(لیکن دوسری حدیث یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد "مجذوم سے بھاگو") تو اس کا ظاہر مراد نہیں، یعنی علماء کا اتفاق ہے کہ مجذوم کے پاس اُٹھنا بیٹھنا مباح ہے اور اس کی خدمت گزاری وتیمارداری موجب ثواب۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ اچانک مقالہ رسالہ کی شکل میں ظاہر ہوا لہذا مناسب ہے کہ ہم اس کا نام الحق المجتلٰی

[138] کشف الخفاء بحوالہ ابن عدی عن ابی ہریرۃ حرف الھمزہ رشدین حدیث ۵۸۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۷۳

[139] فتح القدیر باب العنین وغیرہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۱۳۳

فی حکم المبتلی، والحمدﷲ علی ما انعم وعلم وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیّدنا ومولانا محمّد واٰلہٖ وصحبہٖ وسلّم۔	فی حکم المبتلی رکھیں (یعنی مصیبت زدہ کا حکم بیان کرنے میں بالکل واضح اور روشن حق) سب تعریف اس اللہ تعالٰی کے لئے ہے جس نے انعام فرمایا اور علم سکھایا، درود وسلام ہو ہمارے آقا ومولٰی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور اُن کی آل اور اصحاب پر۔ (ت)

رسالہ

الحق المجتلی فی حکم المبتلی

ختم ہوا